ماہنامہ

پاک جمہوریت

لاہور

سلام پاکستان

صدر جنرل پرویز مشرف شندور (چترال) پولو ٹورنامنٹ کے آخری روز عوام سے خطاب کر رہے ہیں۔9 جولائی 2005ء

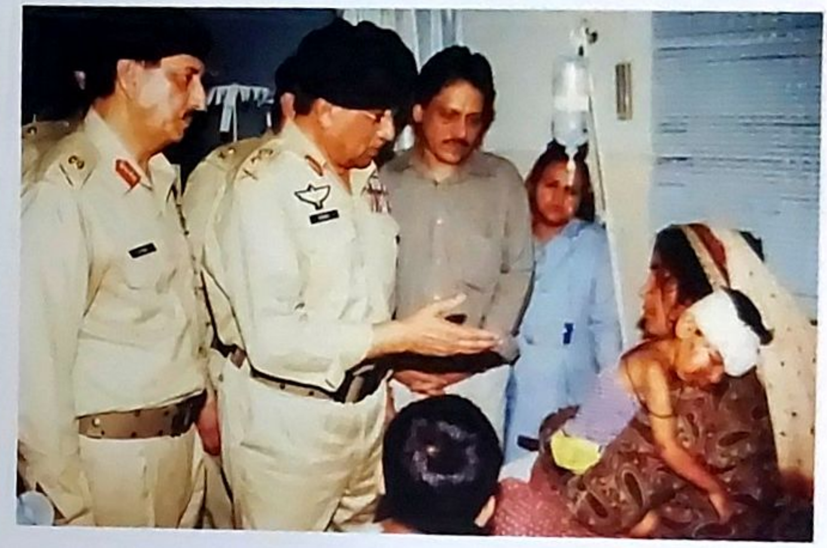

صدر جنرل پرویز مشرف سرحد ریلوے سٹیشن پر ٹرین حادثہ میں
زخمی ہونے والے بچے کی عیادت کر رہے ہیں۔13 جولائی 2005ء

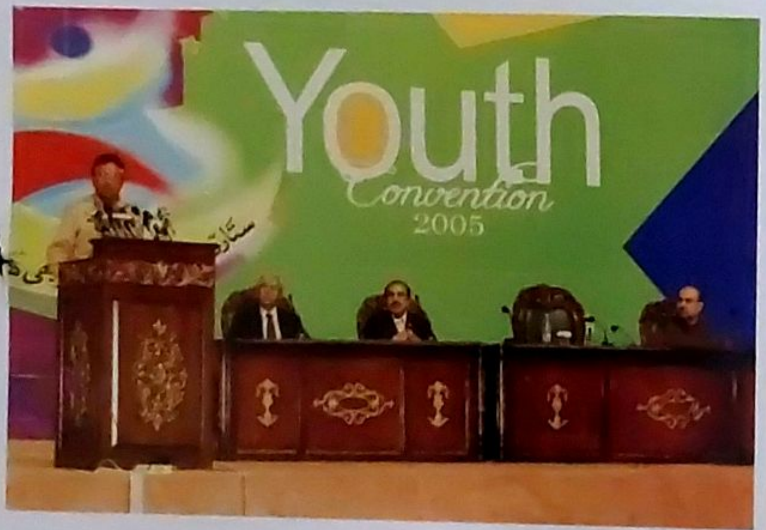

صدر جنرل پرویز مشرف جناح کنونشن سنٹر اسلام آباد میں
یوتھ کنونشن سے خطاب کر رہے ہیں۔18 جولائی 2005ء

ماہنامہ پاک جمہوریت لاہور

ادارہ مطبوعات پاکستان

نگران اعلیٰ میاں شفیع الدین

نگران اقبال سکندر

مدیر اعلیٰ پروین ملک

مدیر سید عاصم حسنین

انتظام: ارم ظفر

ریجنل پبلی کیشنز آفس

ڈائریکٹوریٹ جنرل آف فلمز اینڈ پبلیکیشنز

32-A حبیب اللہ روڈ

لاہور

فون 042-6305316 , 042-6305906

اگست، ستمبر 2005

قیمت عام شمارہ 10 روپے

زرسالانہ 100 روپے

حکومت پنجاب، سندھ، سرحد اور بلوچستان کے محکمہ تعلیم کی طرف سے سکولوں اور لائبریریوں کے لئے منظور شدہ

جلد 46 شمارہ نمبر 8,9 رجسٹرڈ نمبر LRL 82

تزئین: محمد یونس کمپوزنگ: محمد یونس، محمد ناصر

ادارہ مطبوعات پاکستان نے فریدیہ آرٹ پریس انٹرنیشنل چوک سردار چیل لاہور سے چھپوا کر 32-A حبیب اللہ روڈ لاہور سے شائع کیا

فہرست

اگست/ستمبر

حمد باری تعالیٰ	اشفاق احمد اشفاق	۳
نعت	پروفیسر شاہ محمد سبطین شاہجہانی	۳
عزم و یقین کا دن	سرور انبالوی	۴
چودہ اگست	خورشید بیگ میلسوی	۴
چودہ اگست......تجدید عہد کا دن	بشیر رحمانی	۵
چودہ اگست	یونس صابر	۵
پاکستان	اکبر حمیدی	۶
پیارا پاکستان	تاج انصاری	۶
اے قائدِ اعظم	تاج انصاری	۷
چھ ستمبر	بشیر رحمانی	۷
مذہبی رواداری اور سیرت طیبہ ﷺ	ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں	۸
پیکرِ عزم......قائدِ اعظم محمد علی جناح	شفیق احمد عزیز	۱۵
وطن کے رکھوالے	غلام حسین میمن	۱۸
فاٹا میں ترقیاتی کام	آئی ایس پی آر پشاور	۲۴
زراعت کی ترقی کے لیے موجودہ حکومت کے اقدامات	آغا جہانزیب	۲۶
کسانوں کے لیے سستی بجلی کی فراہمی		
زرعی معیشت کے استحکام کی جانب		
اہم پیش رفت	سید عاصم حسنین	۲۹
ایوانِ نمائندگان	ارشاد امین	۳۱
''فورٹ منرو'' ایک پُر فضا پہاڑی مقام	غلام قاسم مجاہد قیصرانی بلوچ	۳۷
اکیسویں صدی کے معجزات	ڈاکٹر مطیع اللہ خان	۴۲
دودھ......قدرت کا ایک انمول تحفہ	نسرین اختر	۴۶
سرِ ورق	محمد یونس	

☆☆☆☆☆

اشفاق احمد اشفاق

حمد باری تعالیٰ

"کن" سے تعمیر جہاں کی یہ خبر دیتا ہے کون
روشنی کے واسطے شمس و قمر دیتا ہے کون

کس نے مُشتِ خاک سے مخلوق کو پیدا کیا
کیسے کیسے پھول اور برگ و ثمر دیتا ہے کون

کوئی تو ہستی چلاتی ہے نظامِ کائنات
رات کی تاریکیوں میں سے سحر دیتا ہے کون

زندگی اور موت کا کیسا انوکھا کھیل ہے
رزق اور اولاد کے تحفے مگر دیتا ہے کون

دھوپ چھاؤں بارشیں اور زیست کی رنگینیاں
بیش قیمت سیپیاں لعل و گہر دیتا ہے کون

دودھ پانی شہد اور دنیا کی لاکھوں نعمتیں
''پھول کو تقسیم خوشبو کا ہنر دیتا ہے کون''

تاج و تخت و غربت و افلاس کا مالک ہے وہ
راہِ الفت میں جدائی کی خبر دیتا ہے کون

تقویٰ ہو جائے اگر پیدا دلِ انسان میں
مشکلوں کو دیکھئے آسان کر دیتا ہے کون

ہو خدا گر مہرباں تو رنج وغم ملتے نہیں
درد و غم اشفاقؔ سہنے کا ہنر دیتا ہے کون

پروفیسر شاہ محمد سبطین شاہجہانی

نعت

آپؐ کی تابانیوں سے ہر جہاں معمور ہے
انعکاس نور ہے یا انعطاف نور ہے

عشق اہل بیت جس کی زیست کا دستور ہے
وہ محمد مصطفیٰؐ کے نور سے معمور ہے

رنج و غم کی تیز دھوپوں کا اسے خطرہ نہیں
آپؐ کی یادوں کی جنت سے جو دل مسرور ہے

جو درود پاک پڑھتا ہے خلوص خاص سے
وہ معظم ہے مظفر ہے وہی منصور ہے

ایسے عام کو بھلا محشر میں ڈھونڈے گا تو کون
آپؐ کی کملی کے سائباں میں جو مستور ہے

کرب کی تاریکیاں اس کو ڈرا سکتی نہیں
کربلا والوں کے رنج و غم سے جو رنجور ہے

یا محمد مصطفیٰؐ کہتے ہیں سمٹے فاصلے
کون کہتا ہے مدینہ اہل دل سے دور ہے

عید میلاد نبیؐ سے جو نہیں پاتا سرور
ذہن ہے تاریک اس کا چشم دل بے نور ہے

وہ جمال زندگی ہے وہ جلال آگہی
خاک پائے مصطفیٰؐ جس مانگ کا سیندور ہے

کیف جام مجلس میلاد سے ہر امتی
سرخوش و سرمست ہے سرشار ہے مسرور ہے

کیوں نہ ہو سبطینؔ نازاں آپ کے الطاف پر
آپ کے صدقے سے یہ ممتاز ہے مشہور ہے

[illegible] انبالوی

عزم و یقین کا دن

۱

چودہ اگست عزم و عمل کی لئے ہے ضو
جس کے جلو میں حریت کے قافلے بڑھے
چودہ اگست تجھ سے ہے قائم وطن کی آن
ہم ظلمتوں سے آج اجالوں میں آ گئے

۲

اس روز ہم نے طوقِ غلامی کو توڑ کر
اپنے لہو سے عزم کا وہ باب لکھ دیا
جس نے فراتِ وقت کے دھارے بدل دئے
جس کے طفیل جل اٹھا امید کا دیا

۳

تاریک راستوں سے گزر کر ہم آ گئے
محرومیوں کے داغ بھی دامن سے ڈھل گئے
تیرہ شبی میں عزم کے روشن ہوئے چراغ
اور حریت کے بند دریچے بھی کھل گئے

۴

پورا ہوا جو شاعرِ مشرق کا خواب تھا
بخشا ہمیں وہ قائداعظم نے ولولہ
جس سے حیاتِ نو ملی، عزم جواں ملا
ساحل پر لے کے آ گیا آخر کو ناخدا

۵

تھے زخم زخم جسم تو پاؤں فگار تھے
منزل سے ہمکنار تو آخر ہو گئے
چودہ اگست عزم و عمل کا دن
روشن ہیں آج اپنے مقدر کے پھر دیئے

خورشید بیگ میلسوی

چودہ اگست

عظمتوں کی داستاں چودہ اگست
یہ عزتوں کا پاسباں چودہ اگست
راحتوں کا ترجماں چودہ اگست
ارمغان جاوداں چودہ اگست
برتر از وہم و گماں چودہ اگست
کارواں در کارواں چودہ اگست
نقش ہے ہر ذہن پر اس کا جمال
ثبت ہے ہر سوچ پر اس کا جلال
جس کی عالم میں نہیں کوئی مثال
در حقیقت ہے متاعِ لازوال
صورت ماہ رخاں چودہ اگست
کارواں در کارواں چودہ اگست
آج کا دن ہے متاعِ سر خوشی
آج کا دن ہے نگار زندگی
آج کا دن ہے دلیل روشنی
آج کا دن ہے حدیث آگہی
جذبۂ دل کی زبان چودہ اگست
کارواں در کارواں چودہ اگست
قوم کی تقدیر ہے چودہ اگست
حاصل تدبیر ہے چودہ اگست
خوشنما تصویر ہے چودہ اگست
باعثِ توقیر ہے چودہ اگست
عزم کا کوہ گراں چودہ اگست
کارواں در کارواں چودہ اگست
آج کا دن وقت کی آواز ہے
ارض پاکستان کا ہمراز ہے
قائداعظم کا یہ اعجاز ہے
آج کا دن قوم کا اعزاز ہے
محبتوں کا سایباں چودہ اگست
کارواں در کارواں چودہ اگست

بشیر رحمانی

چودہ اگست......تجدید عہد کا دن

عزم کا اک پُرجوش سمندر
آزادی کے سیپ اور موتی
موجِ رواں کی گود میں لے کر
پھیل گیا تھا قریہ قریہ
ہم بھی چلے تھے، تم بھی چلے تھے
قصرِ طلب پر لپکے سارے
نفرت کے شعلوں کو بجھا کر
جذبِ محبت دل میں سجا کر
عشق سفر میں زادِ سفر تھا
منزل منزل ذوقِ نظر تھا
اور ہتھیلی پر ہر سر تھا
ظلم و ستم کے طوفانوں سے
قیدی نکلے زندانوں سے
خونِ مجاہدین جس دم ٹپکا
قریہ شب سے سورج لپکا
نور سے ظلمت ہار چکی تھی
روشن لمحے رقص میں آئے
خاک و خوں کی دھند میں ہم نے
پاک وطن کا جلوہ دیکھا
قائد نے اس لمحے ہم سے
عہد لیا دھرتی کے حق میں
پاک وطن کی خاطر ہم کو
جینا بھی اور مرنا بھی ہے
آؤ مل کر سوچیں سمجھیں
کیسے رہیں گے کیسے جئیں گے
نفرت کے عنوان کو بدلیں
پیار کے پودے مل کے لگائیں
حسنِ عمل سے ملک سجائیں
لطف و عطا کی، مہر و وفا کی
لکھیں اب تاریخ نئی ہم!!

یونس صابر

چودہ اگست

یہ کس نے آ کے صدائے امید افزا دی
خزاں نصیب چمن میں بہار لہرا دی

ہزار سالہ غلامی سے ایک دن بہتر
وہ ایک دن کہ میسر ہو جس میں آزادی

یہی متاع تھی جو سامراج سے لڑ کر
ہمیں جناح محمد علی نے دلوا دی

نہ عزمِ قائدِاعظم کے سامنے ٹھہری
نہ رام کر سکی اہلِ قفس کو صیادی

یہ ارضِ کشورِ پاک آج جو حقیقت ہے
ہوئی ہزار خرابوں پہ اس کی آبادی

نہ بھول جانا شہیدوں کا خون آج کے دن
یہ کہہ رہی تھی چمن سے گلوں کی شہزادی

سلام کرتے ہیں چودہ اگست تجھ کو عوام
یہ رہگذار، یہ دریا، پہاڑ اور وادی

بہدی

پاکستان

جان سے پیارے پاکستان
سب سے پہلے پاکستان

تجھ سے اپنی عزت آن
تجھ سے اپنا مان گمان
تجھ سے اپنی شوکت شان
آنکھ کے تارے پاکستان
جان سے پیارے پاکستان
سب سے پہلے پاکستان

تُو ہے اپنا پہلا خواب
تجھ سے اپنی آب و تاب
تو خوشیوں کا رنگیں باب
سب سے بڑھ کر پاکستان
جان سے پیارے پاکستان
سب سے پہلے پاکستان

تیری خاک میں چاند ستارے
روشنیوں رنگوں کے دھارے
ہم نے تجھ پر جیون وارے
دل کے ٹکڑے پاکستان
جان سے پیارے پاکستان
سب سے پہلے پاکستان

شاد رہے آباد رہے تُو
ہر دُکھ سے آزاد رہے تُو
ہر لحظہ دلشاد رہے تُو
خواب ستارے پاکستان
جان سے پیارے پاکستان
سب سے پہلے پاکستان

تاج انصاری

پیارا پاکستان

سارے جہاں کو پیاری جان
ہم کو پیارا پاکستان

اس کی خاطر زر حاضر ہے
زر تو کیا ہے، گھر حاضر ہے
ملک ہمارا، ہم اس کے ہیں
یہ مانگے تو سر حاضر ہیں
سارے جہاں کو پیاری جان
ہم کو پیارا پاکستان

پاک وطن کے ہم بچے ہیں
قول کے اپنے ہم سچے ہیں
نیک ارادے عزم جواں ہیں
گرچہ عمر کے ہم کچے ہیں
سارے جہاں کو پیاری جان
ہم کو پیارا پاکستان

دنیا میں ہم نام کریں گے
دیس کی خاطر خوب لڑیں گے
لہرائے گا اپنا پرچم
اونچی اس کی شان کریں گے
سارے جہاں کو پیاری جان
ہم کو پیارا پاکستان

تاج انصاری

اے قائدِ اعظم

اے قائدِ عظیم ترے عزم کو سلام
رتبہ ترا بلند ہے ، اعلیٰ ترا مقام
یکجا کیا ہے تو نے ہی شیرازہ قوم کا
دل سے ترے لئے ہی دُعاگو ہیں خاص و عام
وہ کام کر دکھایا جو کوئی نہ کر سکا
تو نے کیا ہے اہلِ وطن کو بلند بام
عزم و عمل کا درس بھی تو نے دیاہمیں
سرمایہ قوم کے لیے قائد ترا پیام
تجدیدِ عہد کرتے ہیں پھر آج تجھ سے ہم
وعدے بصد خلوص نبھائیں گے ہم تمام
تیری ہی کوششوں سے ملا ہے ہمیں وطن
رحمت خدائے پاک کی تجھ پر ہو صبح و شام
شاداب حشر تک رہے ہر گوشئہ وطن
اللہ دے ہماری دعاؤں کو بھی دوام
اے تاج! نونہال ہیں جو ارضِ پاک کے
روشن کریں گے اپنے عمل سے وطن کا نام

☆☆☆☆☆

بشیر رحمانی

چھ ستمبر

پاک ملت کی ہمتوں کا نشاں
چھ ستمبر ہے جراتوں کا نشاں
دشمنِ امن تیرے دامن سے
مٹ سکے گا نہ ذلتوں کا نشاں

......

اے وطن حُسنِ ارتقا کے لئے
ہم ہیں زندہ تری رضا کے لئے
ہم فنا کابھی جام پی لینگے
تری غیرت تری بقا کے لئے

......

جب ٹوٹ پڑے ہند کے لشکر پہ مجاہد
ناپاک قدم جم نہ سکے پاک چمن میں
جب فتح ہوا بزدلِ ہندی کا علاقہ
گونجی ہے مجاہد کی اذاں کھیم کرن میں

☆☆☆☆☆

مذہبی رواداری اور سیرت طیبہ ﷺ

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں

بعض لوگ کہتے ہیں کہ دنیا میں لڑائی جھگڑے، فساد مذہب کے سبب پیدا ہوئے کم از کم اسلام کے حق میں ایسا کہنا تو بالکل غلط ہے۔ سب سے پہلے تو اس مذہب کے نام سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ امن اور سلامتی کا مذہب ہے۔ پھر اس مذہب کے دستور العمل قرآن کو پڑھو تو اس میں انسانیت کے ایسے پاکیزہ سبق ملتے ہیں کہ دل اندر ہی اندر بول اٹھتا ہے کہ بے شک یہی انسانیت اور رحمت کی باتیں ہیں۔ اور ان ہی باتوں میں انسان کی بھلائی اور دنیا کا امن ہے۔ آیئے تھوڑی دیر کے لئے قرآن کے بعض اسباق پر غور کریں۔

☆☆☆☆☆

''اے انسانو! ہم نے تم کو ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا، اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنا دیئے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو (ورنہ) تم میں سے زیادہ عزت والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو سب سے زیادہ تقویٰ والا ہے۔'' (۱۳/۴۹)

تقویٰ کے معنی اصل میں نقصان اور تکلیف سے بچنے اور احتیاط کرنے کے ہیں۔ اسی بات کو اس طرح بھی کہا جاتا ہے کہ اللہ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے جن باتوں سے منع کیا ہے ان سے بچنا اور برے کاموں کی دردبھری سزا سے ڈرتے رہنا تقویٰ ہے۔ اب اس معنی کا خیال کر کے اوپر کے قرآنی سبق کا مطلب سمجھئے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ انسان کی شرافت کو ناپنے کا پیمان تقویٰ ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ آدمی برائیوں سے جس قدر بچے گا اتنا ہی وہ شریف ہوگا۔ اس بات کو ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا ہے کہ:

''سارے انسان آدم کی اولاد ہیں، آدم مٹی سے پیدا ہوئے پھر دوسرے موقع پر فرمایا!

''ایک آدمی کو دوسرے آدمی پر فوقیت فقط دین اور تقویٰ کے سبب سے ہے''۔

اس سبق سے اسلام کی یہ تعلیم ملتی ہے کہ اس زمین پر بسنے والے سب انسانوں کی اصل اور نسل ایک ہے۔ سب ایک آدم کی اولاد ہیں اور اس طرح یہ ساری انسانی دنیا ایک بڑی برادری ہے۔ اس میں کالے گورے، افریقی، امریکی، روسی، جرمن، بھیل، دراوڑ آریہ، یہودی، عیسائی وغیرہ برائے نام اور پہچان کے لئے ہیں۔ آپس میں سب بھائی بھائی ہیں۔ اس انسانی برادری کے رشتے کا تقاضا یہ ہے کہ ہر آدمی دوسرے آدمی کا بھلا چاہے اور اس کے دکھ درد میں شریک ہو۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور سلام ہو اللہ نے قرآن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمت اللعالمین کا لقب بخشا۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سارے جہاں پر ماں باپ سے زیادہ مہربان اور ساری خلقت پر شفقت کرنے والے ہیں۔ آپ صلعم نے

ارشد خان ایم ڈی (پی ٹی وی) وفاقی وزیر اطلاعات ونشریات شیخ رشید احمد
کو شیلڈ پیش کر رہے ہیں۔ لاہور 8 جولائی 2005ء

وفاقی وزیر اطلاعات ونشریات شیخ رشید احمد محترمہ فاطمہ جناح کی برسی کے موقع پر لال حویلی
راولپنڈی میں ایک اجتماع سے خطاب کر رہے ہیں۔ 19 جولائی 2005ء

وفاقی وزیر اطلاعات ونشریات شیخ رشید احمد یوتھ کنونشن اسلام آباد میں
سوالات کے جواب دے رہے ہیں۔ 18 جولائی 2005ء

وفاقی وزیر مملکت برائے اطلاعات ونشریات انیسہ زیب طاہرخیلی سے یوایس ایڈ کی ڈائریکٹر مس لسرا
اور سینئر گورنمنٹ ایڈوائزر مس کوئی جن ملاقات کررہی ہیں۔ اسلام آباد 13 جولائی 2005ء

وفاقی وزیر مملکت برائے اطلاعات ونشریات انیسہ زیب طاہرخیلی غازی صوبہ سرحد میں
ایک منصوبے کا افتتاح کررہی ہیں۔ 15 جولائی 2005ء

وفاقی وزیر مملکت برائے اطلاعات ونشریات انیسہ زیب طاہرخیلی اور وفاقی وزیر داخلہ آفتاب احمد خاں شیرپاؤ ایبٹ آباد میں ایک اجلاس میں شریک ہیں

ایمان والوں سے فرمایا!

"تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا"۔

ایک دوسرے موقع پر فرمایا:

"تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک پورا مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ عام انسانوں کے لئے وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے"۔

ایک مرتبہ ارشاد فرمایا!

"ساری خلقت اللہ کا کنبہ ہے"۔

اس ارشاد پر غور کریں "اللہ کا کنبہ" کتنا بڑا ہے اور شان دار لفظ ہے اور اس میں محبت اور شفقت کا کتنا پیارا میٹھا چشمہ ابل رہا ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ جو آدمی کسی کنبے کا مالک ہوتا ہے اس کو کنبے کے ہر چھوٹے بڑے کی پرورش منظور ہوتی ہے۔ اس کو سب سے محبت ہوتی ہے۔ وہ سب کا آرام اور فائدہ چاہتا ہے۔ یہ بھی چاہتا ہے کہ سب آرام اور محبت سے رہیں ایک دوسرے کے مددگار ہوں۔ کسی کو کسی طرح کی شکایت نہ ہو۔ اتنا ہی نہیں بلکہ جو شخص کنبے کے کسی چھوٹے یا بڑے آدمی کے ساتھ کوئی احسان کرتا ہے ہمدردی ظاہر کرتا ہے تو کنبے کے افراد اس سے خوش ہوتے ہیں اور اس کا احسان مانتے ہیں۔ اس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہم میں یہ شوق پیدا کرتا ہے کہ ہم ساری خلقت سے محبت کا برتاؤ کریں ان کی بھلائی چاہیں ان کے آرام کا سامان کریں۔ ان کو تکلیف سے بچائیں اور ان کے دکھ درد میں کام آئیں۔

قرآن میں انسانی جان کے احترام کی بہت تاکید کی گئی ہے ایک آیت کا مضمون یہ ہے کہ:

"جس نے کسی آدمی کو قتل کیا تو یہ سمجھو کہ اس نے سارے انسانوں کو قتل کیا اور جس نے کسی آدمی کی جان بچائی تو یہ سمجھو کہ اس نے تمام انسانوں کو بچایا"۔

(مائدہ/۳۲)

دنیا میں انسان کی زندگی کا دارومدار اس بات پر ہے کہ ہر آدمی کی جان کا احترام کیا جائے اور ہر شخص کی حفاظت کا جذبہ رکھا جائے۔ جو آدمی ناحق کسی کی جان لیتا ہے وہ صرف ایک آدمی پر ظلم نہیں کرتا بلکہ پوری انسانی برادری کا دشمن ہے اس سے ہر وقت تمام انسانوں کی جانیں خطرے میں رہیں گی اور اس کا وجود باقی رہا تو ممکن ہے کہ ایک دن سب کا خاتمہ ہو جائے۔ اس کے مقابلے میں جو شخص انسانی جان کا احترام کرتا ہے اور اس کا ہمدرد اور خیر خواہ ہے وہ پوری انسانی برادری کا دوست اور محسن ہے۔

اللہ کے اسی قانون کے تحت کسی آدمی کو ناحق قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت و رحمت دوست، دشمن، یہودی، عیسائی، کافر، مشرک سب کے لئے عام تھی۔ یوں رحمدلی اور شفقت کی مثالیں دنیا کی بڑی بڑی ہستیوں میں بھی ضرور ملتی ہیں مگر دشمنوں پر طاقت کے باوجود رحم و شفقت کرنا انتہائی حوصلے کی بات ہے اور اخلاق کا بہت ہی اونچا مقام ہے۔ اس کی مثالیں ہمارے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرت کے سوا اور کہیں نہیں ملتیں۔ مشہور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ذاتی دشمنوں سے کبھی انتقام نہیں لیا اور اپنے جانی دشمن کو بھی معاف کرتے رہے۔ مکہ میں تیرہ سال تک دشمنوں نے طرح طرح کے دکھ دیئے یہاں تک کہ جان کے دشمن ہو گئے۔ پوری طاقت سے اسلام کا چراغ بجھانے کی دوڑ دھوپ کرتے رہے۔ مگر جب ہجرت کے آٹھویں سال خدا کے حکم پر دس ہزار جان نثار مجاہدوں کو لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کی طرف کوچ

کہ تا کہ اس مقدس مقام و ناپاک شریروں سے پاک کر دیں تو مکے کے بڑے بڑے بیدڑوں اور شریروں نے دور ہی سے جو اسلامی فوج کی شان و شوکت دیکھی تو ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں اور ان کے دلوں میں رعب بیٹھ گیا۔ مقابلے کی ہمت نہ کر سکے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ فاتحانہ شان سے حرم میں داخل ہوئے یہ وہ وقت تھا جس میں قریش کے تمام سردار سر جھکائے کھڑے تھے۔ ان میں وہ بھی تھے جو اسلام کو مٹانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا چکے تھے۔ وہ بھی تھے جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو طرح طرح سے ایذائیں دی تھیں وہ بھی تھے جنہوں نے تین سال تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور آپ کے خاندان والوں کا پورا پورا بائیکاٹ کیا تھا اور شہر سے باہر پہاڑ کی ایک گھاٹی میں گھیر کر اناج اور غذائی چیزیں بند کر دی تھیں۔ وہ بھی تھے جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھر پھینکے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں کانٹے بچھائے تھے۔ وہ بھی تھے جنہوں نے اسلام قبول کرنے والے غریبوں اور بے کسوں کو رسیوں سے باندھ کر مارا اور چلچلاتی دھوپ میں گرم ریت پر گھسیٹا تھا۔ وہ بھی تھے جن کی تلواروں نے میدان جنگ میں خون برسایا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر تلواریں چلائی تھیں اور تیر برسائے تھے۔ یہ سب سر جھکائے خاموش تھے۔ میدان میں سناٹے کا عالم تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے دس ہزار تلواریں انتظار کر رہی تھیں کہ کب اشارہ ہو اور سب پر ٹوٹ پڑیں۔ یکا یک زبانِ مبارک کھلتی ہے اور سوال ہوتا ہے:

”اے قریش! بتاؤ آج میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں؟“

جواب ملا تو ہمارا شریف بھائی اور شریف بھتیجا ہے۔

فرمایا:

”جاؤ تم پر کوئی الزام نہیں سب آزاد ہو۔“

یہ ہے رواداری کا وہ نمونہ جس کی مثال دنیا کی تاریخ پیش نہیں کر سکتی۔ اسی طرح کی ایک مثال یہ ہے کہ مدینے میں بہت سے لوگ ایسے تھے جو ظاہر میں مسلمان ہو چکے تھے مگر دل سے اسلام اور مسلمانوں کے دشمن تھے۔ چوری چھپے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی تدبیریں کرتے رہتے تھے۔ ایسے لوگوں کو ”منافق“ کہتے ہیں۔ ان کا سردار عبداللہ بن ابئ تھا اس کی شرارتوں سے سارے مسلمان واقف تھے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر کوئی اسے سزا نہ دیتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اس کو معاف ہی کرتے رہے۔ یہاں تک کہ جب وہ مرا تو اپنی مبارک قمیض اس کے کفن کے لئے عطا فرمائی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رواداری کے ایسے ہی اعلیٰ نمونے صحابہ کو دکھائے اور موقع بموقع اس کے لئے ہدایت بھی فرماتے رہے۔ حضرت اسماء کی ماں مشرک تھیں۔ ایک مرتبہ بیٹی کو دیکھنے کے لئے مکہ آئیں' حضرت اسماء نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جائے؟ فرمایا ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مشہور صحابی تھے ان کی ماں کافرہ تھیں اور بیٹے کے ساتھ مدینے ہی میں رہتی تھیں۔ جہالت سے کبھی کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتی تھیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بہت صدمہ ہوتا تھا۔ ایک دن انہوں نے خدمتِ اقدس میں عرض کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر ذرا ملال نہ آیا۔ فوراً ان کے حق میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے جس کا اثر یہ ہوا کہ ابو ہریرہؓ گھر پہنچے تو ماں کو کلمہ پڑھتے

پایا۔

انسانی برادری کا انتظام قائم کرنے کے لئے اسلام نے عدل ومساوات کا قانون بنایا ہے۔ یہ دونوں چیزیں اسلام کی بڑی خصوصیتیں ہیں۔ اسلام کی نظر میں حاکم اور رعایا امیر اور غریب سب برابر ہیں۔ سب اللہ کی پیدا کی ہوئی جانیں ہیں۔ اس عدل ومساوات کا عملی نمونہ دیکھنا ہو تو قرآن لانے والے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کے حالات پڑھیں۔ اس میں کسی جگہ دیکھو نظر آئے گا کہ عام آدمیوں کے ساتھ خندق کھود رہے ہیں۔ کہیں عوام کی مجلس میں فرش (زمین) پر برابر بیٹھے ہیں اور باہر سے آنے والا اجنبی نہیں پہچان سکتا کہ ان میں کون شخص نبیؐ ہے۔ کہیں ایک شریف خاندان کی عورت چوری کے جرم میں پکڑی جاتی ہے جس کے لئے اسلامی قانون میں ہاتھ کاٹنے کی سزا مقرر ہے۔ بڑے بڑے لوگ ایک صحابی کو جن کا نام اسامہؓ تھا اور جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہیتے تھے۔ سفارش کے لئے آمادہ کرتے ہیں وہ خدمت میں حاضر ہو کر بڑے ادب سے دبے دبے لفظوں میں سفارش کرتے ہیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو جمع کر کے فرماتے ہیں۔

‟لوگو، تم سے پہلے بہت سی قومیں اسی سبب تباہ اور برباد ہوگئیں کہ جب ان کا کوئی بڑا آدمی چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے تھے مگر جب عوام کا کوئی چھوٹا آدمی چوری کرتا تو اس کو سزا دیتے تھے۔ خدا کی قسم! اگر محمدؐ کی بیٹی فاطمہؓ چوری کرتی تو اس کا بھی ہاتھ ضرور کاٹتا۔‘‘

اسلام کی تمدنی تعلیم کی بنیاد یہی عدل ومساوات کا سبق ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان باتوں میں صحابہ کی تربیت بڑے ہی پُراثر طریقے سے کی یہی سبب ہے کہ اسلامی تاریخ میں بزرگوں اور بادشاہوں کے عدل اور مساوات کے بہت دلچسپ واقعات پڑھنے میں آتے ہیں۔

بیت المقدس کے حاکم نے صلح کے لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو مدینے بلایا۔ وہ اپنے ساتھ ایک غلام اور ایک اونٹ لے کر روانہ ہوئے۔ سفر میں دونوں باری باری اونٹ پر سوار ہوتے تھے۔ جب شہر کے قریب پہنچے تو اتفاق سے غلام کی باری تھی غلام نے عرض کیا شہر نزدیک آگیا ہے اب آپ سوار ہو جائیں۔ فرمایا نہیں یہ نہیں ہوسکتا۔ آخر ہوا یہ کہ اکیس لاکھ مربع میل کی اسلامی حکومت کے فرماں روا بیت المقدس کی حد میں اس شان سے داخل ہوئے کہ ان کے ہاتھ میں اونٹ کی مہار تھی اور اونٹ پر غلام سوار تھا۔ حالانکہ اس وقت شہر کا شہر خلیفہ اسلام کی شان و بڑائی دیکھنے کے لئے اُمنڈ آیا تھا۔

شہر کے باہر اسلامی فوجی کیمپ تھا وہیں جا کر ایک چٹائی پر بیٹھ گئے۔ بیت المقدس کے حاکم اور بڑے پادری نے ٹھہرانے کے لئے شاہانہ محل پہلے سے ہی سجا رکھا تھا۔ جیسا کہ عام طور پر حکومتوں کا دستور ہے مگر جب وہاں کے لئے درخواست کی گئی تو جواب ملا: میری شان اور میرا آرام اسی میں ہے کہ میں اپنے بھائیوں کے ساتھ رہوں۔

حضرت عمر فاروقؓ کے زمانے کا ایک اور دلچسپ واقعہ یہ ہے کہ ایران کے ایک شہر شاہ پور پر مسلمانوں نے چڑھائی کی۔ جس کے بعد مسلمانوں کے ایک غلام نے شہر والوں کو امان کا پروانہ لکھ دیا۔ حضرت ابوموسیٰ فوج کے افسر تھے ان کو معلوم ہوا تو لڑائی بند کر دی۔ مگر ایرانیوں نے کہا کہ اس غلام کو اس طرح صلح کرنے کا اختیار نہیں تھا۔ حضرت ابوموسیٰ نے جب حضرت عمرؓ کو

رپورٹ بھیجی تو وہاں سے جواب ملا کہ غلام بھی تو آخر مسلمان ہے جس کو ایک مسلمان نے امان دی اسے تمام مسلمان امان دے چکے۔

خلیفہ عباس بڑے رعب و دبدبہ کے خلیفہ تھے۔ایک مرتبہ مدینے کے قلیوں نے عدالت میں ان پر دعویٰ دائر کر دیا تو خلیفہ کو بغداد سے چل کر عدالت میں حاضر ہونا پڑا۔انہوں نے جج کے سامنے اور ان قلیوں کے برابر کھڑے ہوکر اپنا بیان دیا۔

سلطنت عثمانیہ کے عہد میں سلطان مراد نے غصے کی حالت میں مسجد کے ایک معمار کا ہاتھ قلم کر دیا۔صرف اس خطا پر کہ اس کا کام پسند نہ آیا تھا۔معمار نے اسلامی عدالت میں فریاد کی تو منصف نے دونوں کا بیان سن کر کہا:

''بادشاہ کا خون اس معمار کے خون سے زیادہ رنگین نہیں ہے۔قرآن شاہ و گدا میں کوئی تمیز نہیں کرتا۔اس کا فیصلہ وہی ہے جو اس کا جرم ہے'' ۔قرآن کہتا ہے ''قصاص میں زندگی ہے۔''

اس قرآنی فیصلے پر سلطان سر جھکا دیتا ہے اور آستین سے ہاتھ نکال کر فریادی کے سامنے رکھ دیتا ہے۔فریادی دیکھ کر تڑپ اٹھتا ہے اور منصف سے کہتا ہے!

جناب والا! قرآن میں وہ آیت بھی تو ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ ''اللہ عدل واحسان کا حکم دیتا ہے عدل ہو چکا اب میں احسان کرتا ہوں اور سلطان کو معاف کرتا ہوں۔

اس سے پہلے ہم نے انسانی برادری اور اسلامی عدل و مساوات کا ذکر کیا ہے۔اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مذہبوں کے بارے میں اسلامی تعلیم کا تھوڑا سا بیان کر دیں۔اسلام کہتا ہے کہ انسانی برادری دو حصوں میں بٹی ہوئی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''وہ (اللہ ہی ہے) جس نے تم سب کو پیدا کیا پھر تم میں کوئی کافر ہے کوئی مومن (۶۴-۲)''

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کو ماننے اور اس کی بندگی کا اقرار و انکار کرنے کے لحاظ سے دنیا میں دو ہی جماعتیں ہیں مومن اور کافر۔مومن اللہ کو سب کا مالک اور قادر مطلق مانتا اور اس کی فرماں برداری میں اپنی نجات سمجھتا ہے۔اس کے برخلاف کافر خدائی قانون پر چلنے سے انکار کر دیتا ہے اور اپنی خواہش پر چلتا ہے۔

یہ قدرتی بات ہے کہ جس جماعت کے لوگ کسی ایک عقیدے کے ہوتے ہیں ان میں ایک خاص تعلق ہوتا ہے وہ کسی درجے اور کسی پیشے کے ہوں سب کا ایک مشترک مقصد ہوتا ہے ان سب کا کاروبار اور معاملات کے طریقوں اور قاعدوں میں یکسانیت ہوتی ہے۔اس لحاظ سے ان سب میں ایک روح ہوتی ہے چاہے وہ امریکا میں ہوں یا پاکستان میں، چین میں ہوں یا افریقہ میں سب کے چلن اور طریقوں کی بنیاد کسی اصول پر ہوتی ہے۔

دنیا کے تمام مسلمانوں کا مشترک اصول یہ ہے کہ خدا ایک ہے رسولؐ ایک ہے قرآن ایک ہے اور سب کا مرکز کعبہ ایک ہے۔یہ اتحاد روحانی اتحاد ہے اس کو نسل، خاندان، قومیت اور ملک سے کوئی واسطہ نہیں۔یہ روحانی اتحاد کا رشتہ بھی بھائی چارے کا رشتہ ہے یا اسے اسلامی برادری کا رشتہ کہہ لیں بات ایک ہی ہے۔یہ رشتہ نسلی رشتے سے بہت اعلیٰ ہے اور اس رشتے میں بندھے رہنے سے مسلمان کی دنیا میں عزت اور آخرت میں نجات ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ مسلمان غیر مسلم کا کوئی حق مارے جو اللہ تعالیٰ نے بخشا ہے۔انسانی رشتے کا تقاضا یہ ہے کہ اس کا حق ادا کیا جائے اور اس سے

بھی ہمدردی محبت اور شفقت کا برتاؤ کیا جائے بلکہ ایک پہلو سے ہمدردی کا وہ زیادہ مستحق ہے۔ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت کو یاد کرو اسلام کے شروع کے زمانے میں جاہل اور گمراہ لوگ سمجھانے پر بھی اسلام کی سیدھی راہ پر نہ آتے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا محبت بھرا دل غمگین ہو جاتا تھا اور اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھا کر تسلی دیتا تھا۔ چنانچہ قرآن مجید میں ایک جگہ آتا ہے:

''(اے) نبی شاید تو اپنے آپ کو ہلاک کرے گا اس غم سے کہ وہ ایمان نہیں لا رہے۔'' (۳/۶۲)

ایمان لانے اور قبول کرنے کا تعلق دل سے ہے جس کا دل چاہے قبول کرے زبردستی کسی کو مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ اگر کوئی شخص کسی کے ڈر سے یا دباؤ میں آ کر دین قبول کر لے تو اس سے کسی کو فائدہ نہیں نہ تو اس کے پلے کچھ پڑے گا اور نہ اس کی ذات سے اسلام کو کچھ قوت ہوگی۔

اللہ نے انسان کو پیدا کیا اسے عقل و تمیز بخشی۔ نیکی اور بدی کی دونوں راہیں دکھائیں پھر اختیار دے دیا کہ جو راستہ چاہے پسند کر لے۔ نیکی کی راہ پسند کر کے دین قبول کرے گا تو راحت اور خوشی پائے گا بدی کی راہ پسند کرے گا تو ہلاکت میں پڑے گا۔ اس معاملے میں وہ پورا آزاد ہے خدا کا یہ منشا نہیں کہ زبردستی کسی کو اسلام کی راہ پر ڈال دیا جائے۔ ورنہ اگر وہ چاہتا تو دنیا میں کوئی شخص گمراہ نہ رہتا۔ یہی خدائی قانون قرآن مجید کی ایک آیت میں ہے جس کا ترجمہ یہ ہے:

''اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو روئے زمین کے سارے آدمی ایمان لے آتے۔ تو کیا (اے نبیؐ) تو لوگوں کو اس بات پر مجبور کرے گا کہ وہ ایمان لائیں؟'' (۹۹/۱۰)

یعنی اللہ تعالیٰ میں یہ قدرت تو ہے کہ وہ سب کو ایمان کی راہ پر لے آئے اور سب آدمی مسلمان بن جائیں مگر اس کا بنایا ہوا قانون یہ ہے کہ انسان کو اختیار اور پسند کی آزادی ہے اس کا قانون اٹل ہے۔ اس میں ہرگز تبدیلی نہیں ہوسکتی۔ اس لئے وہ جبراً یا زبردستی کسی کو مسلمان نہیں بنانا چاہتا۔ البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ کوئی آدمی ایک قدم خدا کی طرف بڑھنے کا اٹھائے تو خدا بھی شفقت اور محبت سے اس کی طرف دس قدم بڑھائے گا۔ اسی قانون کے تحت اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اسلام کو پیش کرنے کا پرامن طریقہ یہ بتایا ہے کہ!

تو اپنے رب کے راستے کی طرف لوگوں کو دعوت دے حکمت و دانائی کے ساتھ اور اچھی نصیحت کے ذریعے اگر بحث کا موقع آئے تو بہتر طریقے سے بحث کر۔

اسلام کے بزرگوں اور نیک دل بادشاہوں کی نظر میں ہمیشہ یہی خدائی قانون رہا۔ وہ ہمیشہ غیر مسلموں کے ساتھ پوری رواداری، حسن سلوک اور عدل و انصاف کو اپنے ایمان کا ایک حصہ سمجھتے رہے۔ ذیل میں انہی باتوں سے متعلق چند دلچسپ واقعات پیش کئے گئے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ اسلامی حکومت یا خلافت کے پہلے خلیفہ تھے انہوں نے اپنی خلافت کے زمانے میں سرکشوں اور شریروں کو زیر کرنے اور اسلام پھیلانے کے لئے جگہ جگہ فوجیں بھیجیں۔ روانگی کے وقت وہ سپہ سالاروں، حاکموں اور عام مسلمانوں کو تاکید کیا کرتے تھے کہ خبردار! عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور گوشہ نشین عابدوں کو نہ ستانا، پھل دار اور ہرے بھرے درختوں کو نہ کاٹنا اور نہ جانوروں کو بے ضرورت ذبح کرنا۔

غیر مسلموں کی حفاظت اور ان کے آرام کا بڑا خیال رکھتے تھے حضور نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے جو جو رعایتیں ان لوگوں کو عطا فرمائیں تھیں وہ رعایتیں انہوں نے بھی رکھیں۔غیر مذہب والے شہریوں کو مسلمان شہریوں کے سے حقوق حاصل تھے۔ان کی جان اور مال کی حفاظت کے لئے ان سے جزیہ لیا جاتا تھا۔جو اسلامی ٹیکس ہے یہ ٹیکس فی کس دس درہم سالانہ تھا اور انہی لوگوں سے لیا جاتا تھا جو ادا کرنے کے قابل ہوتے تھے۔جو شخص بوڑھا ہوتا یا کام کاج کرنے اور روزی کمانے کے لائق نہیں ہوتا وہ معاف کر دیا جاتا تھا۔اسی طرح بچوں اور عورتوں کو بھی ٹیکس معاف تھا۔

حضرت عمر فاروقؓ کا عدل وانصاف اور مسلمانوں کے ساتھ رواداری کے قصے تاریخ میں مثل اور کہاوت کی طرح مشہور ہیں۔انہوں نے غیر مسلموں کو تمام شہری حقوق دے رکھے تھے۔مذہبی باتوں میں سب کو آزادی حاصل تھی۔عیسائی اپنی ہر قسم کی مذہبی رسمیں بے روک ٹوک ادا کرتے تھے۔ناقوس بجاتے‘ صلیب نکالتے اور میلے ٹھیلے جماتے تھے۔ان کے مذہبی بزرگوں اور سرداروں کو مذہبی اختیارات حاصل تھے۔

حضرت عمر فاروقؓ سے بڑھ کر اسلام کی تبلیغ کا شوق کسے ہوسکتا ہے۔آپ کو رات دن یہی فکر رہتی تھی کہ قرآن کا پیغام (یا اسلام) خدا کے ہر بندے تک پہنچ جائے لیکن سمجھانے بجھانے کے سوا کوئی طریقہ عمل میں نہیں لاتے تھے۔اکثر فرمایا کرتے تھے کہ کسی کو اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔آپ کا ایک عیسائی غلام تھا اس کا نام اقن تھا اس کو مسلمان ہو جانے کے لئے بہت کچھ سمجھایا مگر وہ نہ مانا۔آپ نے اسے اس کے حال پر یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ ”دین کے معاملے میں زبردستی نہیں۔“

بیت المقدس کے سفر میں وہاں کے بڑے پادری نے حضرت عمرؓ کو گرجا کی سیر کرائی۔اتنے میں نماز ظہر کا وقت ہو گیا۔آپ نے نماز کے لئے جگہ تلاش کی۔پادری نے عرض کیا‘ یہیں پڑھ لیجئے۔آپ نے منظور نہیں کیا اور باہر نکل کر ایک طرف نماز پڑھ لی‘ پادری نے پوچھا آپ نے گرجے کے اندر کیوں نہیں پڑھی؟ کیا یہ خدا کا گھر نہیں؟ فرمایا میں نے اندر اس ڈر سے نماز نہیں پڑھی کہ شاید میرے بعد مسلمان اس کو مسجد بنالیں۔

بیت المقدس کے حاکم اور بڑے پادری نے شہر میں اسلامی حکومت کا قبضہ مان لیا تو حضرت عمرؓ نے اپنے ہاتھ سے ایک عہد نامہ لکھ کر ان کو دیا جس کا مضمون یہ تھا۔

”یہ وہ امان ہے جو اللہ کے ایک بندے امیر المومنین عمرؓ نے ایلیا (بیت المقدس کا پرانا نام) کے لوگوں کو دیا۔یہ امان ان کی جان مال‘ گرجا‘ صلیب‘ تندرست‘ بیمار اور تمام مذاہب والوں کے لئے ہے۔ان کے گرجاؤں میں نہ تو سکونت کی جائے گی نہ وہ ڈھائے جائیں گے۔نہ ان کے احاطوں کو نقصان پہنچایا جائے گا‘ نہ ان کے مذہب میں دخل دیا جائے گا۔جو رومی شہر سے نکلے گا اس کی جان و مال کی حفاظت کی جائے گی۔جب تک وہ اپنی جگہ نہ پہنچ جائے۔جو لوگ جان و مال کے ساتھ رومیوں کے ساتھ جانا چاہیں وہ ہماری حفاظت میں جا سکتے ہیں۔“

پیکرِ عزم......قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ

شفیق احمد عزیز

پاکستان جیسی عظیم الشان مملکت اسلامیہ کا معرضِ وجود میں آنا ہی قائد اعظم محمد علی جناح کی شخصیت و کردار کا زندہ و تابندہ ثبوت ہے۔ اس کے علاوہ ان کے طرزِ عمل کی معجز نمائی مسلمانوں کے مخالفین کی دائمی شکست و حزیمت اور دنیائے اسلام کی سربلندی و سرفرازی کی صورت میں ظاہر ہوئی۔ قائدِ اعظم اپنے جلیل القدر مقاصد کی کامیابی میں غیر متزلزل یقین رکھتے تھے۔ ان کی منفرد قوت ارادی نے برِصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کی اجتماعی بے یقینی اور خوف و ناداری کے احساس کو مٹا دیا۔ وہ علامہ اقبال کے تصورِ مردِ مومن کا زندہ و پائندہ شاہکار تھے۔ شاعر مشرق کا یہ خیال ہے۔

مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

قائدِ اعظم اس شعر کی عملی تصویر تھے۔

تاریخ کے اوراق پر قائدِ اعظم کی جدوجہدِ آزادی اور مملکت اسلامیہ کی تشکیل میں ان کی سیاسی بصیرت کا ذکر سنہرے حروف میں لکھا گیا۔ بلکہ یہ کہنا بجا ہوگا کہ اس دور کی تاریخ قائدِ اعظم کی شخصیت کی بدولت ہمیشہ کے لیے مرکز نظر بن گئی۔ اس میں شک نہیں کہ حصول آزادی کی کوشش کا سلسلہ اس وقت سے شروع ہو گیا تھا۔ جس منحوس گھڑی ہمیں غلامی کی زنجیریں پہنائی گئیں۔ لیکن یہ ہماری بے ضابطہ اور بے قرینہ اجتماعی جدوجہد محض سعیٔ ناکام سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی تھی۔ مسلم لیگ کی تنظیم میں اس مردِ جری نے وہ رُوحِ عمل پھونکی اور اس تنظیم سے وابستہ افراد کے دلوں میں وہ آگ بھر دی کہ انہوں نے ہر قسم کے خطرے کو خوش آمدید کہا۔ قائدِ اعظم نے ان با صفا انسانوں کے اندر مختلف اسلام دشمن قوتوں سے مقابلے کی ہمت بڑھائی۔ ایک طرف خود مسلمانوں کی اقتصادی زبوں حالی اور کم مائیگی اور دوسری طرف مسلمانوں میں کانگریسی مقاصد کو بروئے کار لانے والے افراد کی کثرت اس پر طرہ یہ کہ انگریز حکمران مسلمانوں کے وجود کو مٹانے کی فکر میں گھلے جاتے تھے اور گئو ماتا کے پجاریوں کو اکھنڈ بھارت بنا کر مسلمانوں کی تہذیب و ثقافت پر کاری ضرب لگانے کا موقع ہاتھ آیا تھا۔ ایسے ناسا عد حالات میں قائدِ اعظم کی سیاسی بصیرت کا اعجاز تھا کہ انہوں نے سب کو بیک وقت نیچا دکھایا اور کسی ایک کو بھی اس کے ناپاک مقاصد میں کامیاب نہ ہونے دیا۔

قائدِ اعظم نے مملکت پاکستان کی تشکیل کا بیڑا مسلمانوں کو ان کی گمشدہ منزل پر پہنچانے کی غرض سے اٹھایا تھا۔ وہ قوم جو اپنی منفرد حیثیت رکھتی تھی۔ وقت کے ساتھ ساتھ مقامی رسم و رواج کے منفی اثرات قبول کرنے لگی تھی اور اپنے تہذیبی و ثقافتی سرمائے سے غافل ہو کر بے اعتمادی کا شکار ہو گئی تھی۔ قائدِ اعظم نے مغربی تعلیمات کے نقائص اور انگریزوں کی خود غرضی کی پالیسی کے مضمرات کو سمجھ لیا تھا۔ انہوں نے اپنے

وسیع مطالعے کی بنا پر نتیجہ نکالا کہ مستقبل میں محدود اور علاقائی قومیت کا تصور انتہائی خطرناک رجحان کا حامل ہے اس کے برعکس وہ قومیت کے مثبت اور وسیع تر تصور یعنی مذہبی قوم کی افادیت کو تسلیم کرتے تھے۔ اگرچہ دو قومی قومیت کے نظریے پر یقین کا نعرہ نیا نہیں تھا۔ لیکن قایدِ اعظم نے اس نعرے کو اپنے جذبۂ عمل سے ایک تحریک کی صورت عطا کی۔ ان کا یہ نظریہ بالکل درست ثابت ہوا کہ مذہبی قومیت کی تبلیغ اسی صورت میں ممکن ہے کہ ہم ایک الگ ریاست کے مالک ہوں۔ جہاں پر مسلمان من حیث القوم اسلامی قوانین کی روشنی میں اپنا منشور زندگی تیار کر سکیں تاکہ ایک مثالی فلاحی اور اسلامی ریاست کا خواب شرمندۂ تعبیر ہو سکے اور اسلامی اقدار کے فروغ کے امکانات قوی تر ہو سکیں۔ قایدِ اعظم کے اس عظیم اور صحت مند نظریے کی مخالفت وہی لوگ کرنے لگے جو کانگریسی ہونے کے باعث اپنی الگ حیثیت منوانے کے قائل نہیں تھے۔ بلکہ خود کو ہندوستانی کہلوانے پر فخر کرنا ان کا شیوہ تھا۔ حالانکہ وہ خود جانتے تھے کہ مسلمان خواہ کسی خطۂ ارض پر آباد ہو اسے اپنے مسلمان ہونے پر فخر ہونا چاہیے اور بحیثیت مسلمان کسی دوسرے ملک کے مسلمان سے ہمدردی رکھنا اس کا ایمانی فرض ہے۔ اس کے برعکس بعض مفاد پرست مسلمانوں نے وہی کہنا شروع کر دیا جو کانگریسی ہندوان سے کہلواتے تھے۔

قایدِ اعظم نے انہیں دعوت دی کہ اگر آپ مسلمان ہونے کے دعویدار ہیں تو آیئے! مسلمانوں کے لیے ایک علیحدہ مملکت حاصل کرنے کی عظیم تحریک سے وابستہ ہو جایئے۔ لیکن انہوں نے وقتی فائدوں کے پیشِ نظر ان کی اس درخواست کو درخورِ اعتنا نہ سمجھا۔ لیکن اس کے باوجود قایدِ اعظم اپنے ارادہ و عزم کے پکے تھے۔ انہوں نے اس قسم کی مخالفت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنی کوششیں جاری رکھیں اور بالآخر مملکت خداداد کی تشکیل ہو کر رہی۔ قایدِ اعظم کی فراخ دلی اور بلند حوصلگی کا یہ عالم رہا کہ انہوں نے سیاسی اختلاف رکھنے والوں سے کبھی بھی ذاتی عناد نہیں رکھا۔ بلکہ ان کو ملک کے دوسرے شہریوں کی طرح تمام سہولتوں سے بہرہ ور ہونے کا موقع دیا اور یہ فرمایا کہ ہم سب پاکستان کی تعمیر و ترقی میں اپنی مقدور بھر کوشش کریں۔ پاکستان ہم سب کا ہے اور اس کی بھرپور حفاظت ہم سب کا فرضِ اولین ہے۔

قایدِ اعظم نے انتہائی مختصر وقت میں وہ عظیم منصوبہ پایۂ تکمیل کو پہنچایا، جس کو مکمل کرنے کا تصور بھی کسی دوسرے راہ نما کے ذہن میں نہیں آسکتا تھا انہوں نے جہاں ایک طرف ایک ایسی قوم کو مجتمع کیا جس میں اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی سکت بھی باقی نہ رہی تھی۔ وہاں دوسری طرف انہوں نے مخالف قوتوں کا زور توڑ کر انہیں اپنی من مانی کرنے سے روک دیا۔ قایدِ اعظم نے برصغیر پاک و ہند کے تفصیلی دورے کیے۔ شہر شہر نگر نگر بستی بستی گھومے اور لوگوں کو اپنا ہمنوا بنایا۔

مختلف مکاتب فکر کے مسلمانوں کو خلوص نیت اور حسن عمل کے باعث اپنا گرویدہ بنایا۔ مخالفین نے ان کی راہ میں روڑے اٹکائے لیکن ان کے پائے ثبات میں ذرہ بھر بھی لغزش نہ آنے پائی۔ بلکہ جس قدر مخالفت نے زور پکڑا ان کے عزم و ہمت میں اور زیادہ توانائی پیدا ہوئی۔ اور وہ خود دشمن کی راہ میں کوہِ گراں بن کر ڈٹ گئے۔ قایدِ اعظم نے آزادی کے حصول کی تحریک جسے کانگرس نے اپنے مخصوص مفادات کے پیشِ نظر شروع کیا، اس کی قلعی کھول کر رکھ دی اور یہ بات مسلمانوں پر پوری طرح واضح کی کہ اگر ہم نے کانگرس کے زیرِ سایہ آزادی حاصل کرنے میں حصہ لیا تو یہ ایک ایسا

رائیگاں عمل ہوگا جس میں خسارے کے سوا کچھ بھی ہاتھ نہ آئے گا۔ یہ محض ایک قوم سے چھٹکارا پا کر دوسری قوم کی غلامی قبول کرنے کے مترادف عمل ہوگا اور اس طرح مسلمانوں کا مستقبل ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تاریک ہو کر رہ جائے گا ان کی یہ اپیل موثر ثابت ہوئی اور ہر جگہ مسلمانوں نے ان کی تجویز کی مکمل حمایت کی۔ وہ قوم جسے غفلت کی نیند نے آلیا تھا اب وہ بڑی سے بڑی قربانی دینے اور قائدِ اعظم کی آواز پر لبیک کہنے پر آمادہ و تیار تھی۔

قوم کا یہ اتحاد قائدِ اعظم کی انتہائی کامیابی تھا۔ وہ قوم جسے باہمی نفرتوں نے کمزور کر دیا تھا جس میں جاگیردار طبقہ حکومت کی خیر خواہی کا دم بھرتا تھا۔ جس قوم کی سیاسی بے بصیرتی، غیر اقوام کا دلچسپ موضوعِ گفتگو بنی ہوئی تھی جس قوم میں نام نہاد راہنماؤں کی قیمت مقرر تھی اور جس قوم میں قوم کے بہی خواہ کو دار پر لٹکانے اور اسے نگاہِ حقارت سے دیکھنا عام سی بات تھی، جو سر سید احمد خان، مولانا الطاف حسین حالی اور ڈاکٹر محمد اقبال جیسی مخلص، بے ریا اور ہمدرد قوم پرست شخصیتوں کو ملحد، انگریز کا پٹھو اور دشمن قوم کہہ کر پکارنے پر عاری نہ تھی، اس قوم کی حالت کو سنوارنے کے لیے قائدِ اعظم آگے بڑھے اور اس شان سے قوم میں روحِ عمل پھونکی اور اس اہتمام کے ساتھ قوم کی شیرازہ بندی کی کہ سارے مسلمان قائد اعظم کی رہنمائی میں اپنی منزل کو پانے اور ایک نئے ملک کو دنیا کے نقشے پر ابھارنے کی خاطر کمر بستہ ہو گئے۔ تفرقوں کی دیواریں گر گئیں۔ جاگیرداروں نے حکومت کی خیر خواہی سے منہ موڑ کر قوم کی خیر خواہی کا دم بھرا اور ہر فرد نے اپنی سیاسی بصیرت سے کام لیا۔ غیرت مند قومیں اس حیرت انگیز تبدیلی کو دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئیں۔

پاکستان معرضِ وجود میں آیا۔ ایسا پاکستان جسے ابد تک باقی رہنا ہے جو مسلمانوں کی سربلندی اور سرفرازی کا نشان امتیاز ہے۔ جسے اسلامی سلطنتوں میں ہر لحاظ سے مرکزیت حاصل ہے، جس کی روز افزوں ترقی کو دیکھ کر قوم کی اجتماعی صلاحیتوں پر اعتماد کیا جا سکتا ہے اور جس کی مثال دوسرے ملکوں کے لیے مشعلِ راہ ثابت ہوگی۔ انشاء اللہ

اسلام زندہ باد...... پاکستان زندہ باد......
قائدِ اعظم زندہ باد

فرمانِ قائدؒ

''ہم سب کو دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو پہلی سی طاقت اور قوت بخشے تا کہ ہم اپنی تاریخ اور روایات کی شان برقرار رکھیں اور اسلام کی گزشتہ عظمت کی کسوٹی پر پورے اتریں۔ اتحاد، تنظیم اور یقین محکم کا اصول اپنائیں اور ہمت و استقلال سے ایک بڑی قوم کے شایانِ شان طریقہ پر بے خطر آگے بڑھتے جائیں۔ کامیابی آپ کے ساتھ ہوگی۔ انشاء اللہ

(مسلم وومین سٹوڈنٹس فیڈریشن دہلی کے سالانہ اجلاس سے خطاب: اپریل ۱۹۴۳ء)

وطن کے رکھوالے

نشانِ حیدر پانے والے فوجی جوانوں کی جرأتوں کی داستان

غلام حسین میمن

پاکستان کو اپنی آزادی کے آغاز سے ہی بھارت کی دشمنی ورثے میں ملی اور آئے دن بھارت کی جانب سے ہماری سرحدوں پر ناپسندیدہ حرکتیں اور قبضے کی کوششیں ہونے لگیں۔ جس کا ہر موقع پر پاک فوج کے غیور جوانوں نے منہ توڑ جواب دیا۔ پاک فوج کے جیالوں نے وطن کی حفاظت کی خاطر اپنی جان تک کی بھی پرواہ نہ کی اور اپنے خون سے وہ تاریخ رقم کی جس پر آج پوری قوم فخر کرتی ہے۔

۲۳ر مارچ ۱۹۵۱ء کو حکومتِ پاکستان نے وطن کی حفاظت کی خاطر بے لوث خدمات انجام دینے اور جان کا نذرانہ پیش کرنے پر برطانیہ کے ''وکٹوریہ کراس'' کی طرز پر ''نشانِ حیدر'' کا اجراء کیا، یہ ملک کا اعلیٰ ترین فوجی اعزاز ہے۔ یہ اعزاز سب سے پہلے کیپٹن محمد سرور شہید کو دیا گیا۔ اب تک یہ نشان ۱۰ فوجی شہیدوں کو دیا گیا ہے۔

پہلا نشانِ حیدر: کیپٹن محمد سرور شہید

تاریخِ پیدائش: ۱۰ر نومبر ۱۹۱۰ء ضلع راولپنڈی

تاریخِ شہادت: ۲۷ر جولائی ۱۹۴۸ء اوڑی سیکٹر

عمر بہ وقت شہادت: ۳۸ر سال

تعلق: پنجاب رجمنٹ

۲۷ر جولائی ۱۹۴۸ء کو کیپٹن محمد سرور کو حکم ملا کہ اوڑی سیکٹر میں دشمن کی اہم فوجی چوکی پر حملہ کرنا ہے۔ وہ اپنے بہادر جوانوں کے ساتھ دشمن پر حملہ کرنے پہنچے۔ جب وہ دشمن کے ٹھکانے سے صرف ۵۰ گز کے فاصلے پر تھے تو دشمن کی جانب سے بھاری مشین گنوں اور مارٹر گنوں سے فائرنگ شروع ہوگئی اور دستی بم پھینکے جانے لگے۔ اس حملے میں ان کے بہت سے ساتھی شہید اور زخمی ہوئے۔ جیسے جیسے ان کے ساتھی کم ہوتے گئے، ان کا جوش بڑھتا گیا۔

اب انہوں نے گن کو خود ہی سنبھالا اور دشمن پر فائرنگ کرتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ دشمن کا مورچہ ان سے صرف ۲۰ گز کے فاصلے پر تھا، مگر وہاں خاردار تاروں کی باڑھ لگی ہوئی تھی۔ وہ فائرنگ کرتے رہے اور پھر ایک دستی بم ایسے ٹھیک نشانے پر پھینکا کہ دشمن کی میڈیم مشین گن کے پرخچے اُڑ گئے۔ مگر اس حملے میں ان کا دایاں بازو بھی شدید زخمی ہوگیا۔ اس کے باوجود وہ حملہ کرتے رہے۔ اسی دوران انہوں نے اپنے ساتھی کی برین گن کا چارج بھی سنبھال لیا اور اپنے چھ ساتھیوں کی مدد سے دشمن کی خاردار باڑھ کو عبور کر کے ان کے مورچے پر آخری کاری ضرب لگائی۔ دشمن اس اچانک حملے سے بوکھلا اٹھا اور اپنی تمام تر توپوں کا رُخ کیپٹن محمد سرور اور ان کے ساتھیوں کی طرف کر دیا۔ دشمن کی ایک گولی کیپٹن محمد سرور کے سینے میں لگی اور انہیں شہادت کے مرتبے پر فائز کر گئی۔ جب ان کے ساتھیوں نے اپنے کیپٹن

کو شہید ہوتے ہوئے دیکھا تو غصے اور جوش کے عالم میں وہ بھرپور حملہ کیا کہ دشمن اپنے تمام مورچے چھوڑ کر بھاگ گیا۔

نشانِ حیدر کے اجراء ہونے کے بعد کیپٹن محمد سرور شہید کو ملک کی حفاظت کی خاطر سخت جدوجہد اور جان کا نذرانہ پیش کرنے پر ملک کا اعلیٰ ترین اعزاز نشانِ حیدر عطا کیا گیا۔

دوسرا نشانِ حیدر: میجر محمد طفیل شہید

تاریخِ پیدائش: ۲۲/جولائی ۱۹۱۴ء جالندھر

تاریخِ شہادت: ۷/اگست ۱۹۵۸ء لکشمی پور

عمر بہ وقت شہادت: ۴۴/سال

تعلق: پنجاب رجمنٹ

۲/ اگست ۱۹۵۸ء کو پاکستانی علاقے برہمن باڑیہ کے ایک سرحدی گاؤں "لکشمی پور" پر بھارتی فوج نے زبردستی قبضہ کرلیا اور یہاں مسلمانوں کی زندگی اجیرن کر دی۔ چنانچہ میجر محمد طفیل کو یہ مشن دیا گیا کہ لکشمی پور کو فوراً بھارت سے آزاد کرایا جائے۔ میجر محمد طفیل نے تمام تیاری کرنے کے بعد ۵/اگست کو حملے کا منصوبہ بنایا اور لکشمی پور سے تین میل دور جلیل پور نامی گاؤں میں ایک پوسٹ قائم کی۔ انہوں نے اگلے دن حملے سے متعلق تمام ہدایات ساتھیوں کو دیں اور تین بٹالین تیار کیں۔ تیسری بٹالین کی قیادت میجر محمد طفیل نے خود سنبھالی۔ ان کی پلاٹون کو بھارتی فوج کے عقب سے حملہ آور ہونا تھا۔

مقررہ دن ان کی فوج دشمن کے مورچوں کی جانب بڑھنے لگی۔ میجر محمد طفیل جمعدار اعظم خان کے ساتھ پیش قدمی کر رہے تھے۔ جب فاصلہ ۱۰ گز رہ گیا تو دشمن کے مشین گن کی ایک گولی ان کے پیٹ میں لگی۔ اس کے بعد مزید دو گولیاں اور لگیں۔ میجر محمد طفیل شدید زخمی اور لہولہان ہونے کے باوجود اپنے فرض کی ادائیگی میں مصروف رہے اور برابر اپنے جوانوں کا حوصلہ بڑھاتے رہے اور حملے کے لیے انہیں صحیح سمت کی جانب رہنمائی کرتے رہے۔ اس اثناء میں دشمن نے گولیوں کی بوچھاڑ کر دی جس سے ان کا ساتھی اعظم خان شہید ہو گیا۔

میجر محمد طفیل کے جسم سے اگرچہ خون کافی بہہ چکا تھا مگر پھر بھی انہوں نے اپنی تمام تر قوت کو جمع کر کے دشمن کی مشین گن پر دستی بم پھینکا اور اسے خاموش کر دیا...... کچھ دیر بعد دشمن میدان چھوڑ کر بھاگ گیا اور پاکستانی فوج میجر محمد طفیل کی سربراہی میں سرخرو ہوئی۔

انہیں شدید زخمی حالت میں ہسپتال منتقل کیا گیا جہاں ان کے پیٹ سے چار گولیاں نکلیں...... اسی دوران ان کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ اگلے روز انہیں پورے فوجی اعزاز کے ساتھ ان کے گاؤں میں سپردِ خاک کر دیا گیا اور بعد از شہادت نشانِ حیدر کا اعزاز عطا کیا گیا۔

تیسرا نشانِ حیدر: میجر راجہ عزیز بھٹی شہید

تاریخِ پیدائش: ۶/اگست ۱۹۲۳ء ہانگ کانگ

تاریخِ شہادت: ۱۲/ستمبر ۱۹۶۵ء بی آر بی نہر کے کنارے

عمر بہ وقت شہادت: ۴۲/سال

تعلق: پنجاب رجمنٹ

۶/ستمبر ۱۹۶۵ء کا دن تھا جب دشمن نے طاقت کے نشے میں چُور ہو کر پاکستان پر اچانک حملہ کر دیا۔ اس وقت میجر عزیز بھٹی لاہور سیکٹر میں متعین تھے۔ ان کی کمپنی کے دو پلاٹون بی آر بی نہر کے کنارے تھے۔ میجر عزیز بھٹی نے اگلے کنارے پر متعین پلاٹون کے ساتھ مزید پیش قدمی کا فیصلہ کیا۔ اس وقت دشمن تابڑ توڑ حملے میں مصروف تھا اور اسے توپوں اور ٹینکوں کی پوری پوری مدد حاصل تھی۔ میجر عزیز بھٹی نے اپنے ساتھیوں سمیت مکمل عزم اور ارادے کے ساتھ جنگ جاری رکھی۔

۹ر اور ۱۰ر ستمبر کی درمیانی شب دشمن نے اس سارے سیکٹر میں بھر پور حملے کے لیے اپنی ایک پوری بٹالین جھونک دی۔ میجر عزیز بھٹی کو اس صورت حال میں نہر کے کنارے پر لوٹ آنے کا حکم ملا اور جب وہ لڑتے ہوئے نہر کے کنارے پہنچے تو دشمن اس پر قبضہ کر چکا تھا۔ انہوں نے جرأت مندانہ فیصلہ کرتے ہوئے انتہائی نازک حالات میں بھی حملے کی قیادت کی اور اس وقت تک دشمن کی زد میں رہے جب تک ان کے تمام جوان نہر سے پار نہ پہنچ گئے۔ اس وقت دشمن مسلسل اپنے ہتھیاروں سے آگ برسا رہا تھا۔ ان کے ساتھیوں نے مشورہ دیا کہ آپ پیچھے ہو جائیں، اس طرح دشمن کی طرف سے آپ کے لیے خطرہ ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ اس کے بغیر بھر پور حملہ ممکن نہیں ہے

۱۲ر ستمبر کی صبح جب وہ برابر اپنے ساتھیوں کا حوصلہ بڑھاتے دشمن پر حملہ کرنے کا مشورہ دے رہے تھے کہ ایک گولہ ان کے شانے پر آلگا اور وہ شہید ہو گئے۔ بعد از شہادت نشانِ حیدر پانے والے وہ تیسرے فوجی جوان تھے۔

چوتھا نشانِ حیدر: پائلٹ آفیسر راشد منہاس شہید

تاریخ پیدائش: ۱۷ر فروری ۱۹۵۱ء

تاریخ شہادت: ۲۰ر اگست ۱۹۷۱ء

عمر بہ وقت شہادت: ۲۰ر سال چھ ماہ

تعلق: پاک فضائیہ

راشد منہاس پاک فضائیہ کے پائلٹ آفیسر تھے۔ ۲۰ر اگست ۱۹۷۱ء کو انہیں تنہا پرواز کرنا تھا۔ ان کا طیارہ رن وے پر تھا کہ ان کا انسٹرکٹر مطیع الرحمٰن آتا ہوا دکھائی دیا اور اس نے راشد منہاس کو رکنے کا اشارہ کیا۔ انہوں نے طیارہ رکوانے کی وجہ پوچھی تو وہ جواب دینے کے بجائے ایک جست لگا کر کاک پٹ میں داخل ہو گیا اور طیارے کا کنٹرول سنبھال کر اس کا رُخ بھارت کی جانب موڑ دیا۔ اس وقت مطیع الرحمٰن کے پاس پاکستان کی چند اہم دستاویزات بھی تھیں جو وہ بھارت کو دینے جا رہا تھا۔ مطیع الرحمٰن نے اسی دوران کراچی میں مقیم اپنے دوست کو پیغام دیا کہ وہ جودھ پور جا رہا ہے اور اس کے اہلِ خانہ کو بھارتی ہائی کمشنر کے دفتر پہنچا دے تا کہ وہ پناہ لے سکیں۔

راشد منہاس کے لئے تو ویسے بھی اپنے انسٹرکٹر کی آمد خلاف توقع تھی۔ اب جو انہوں نے یہ پیغام دیا کہ انہیں اغواء کیا جا رہا ہے تو انہیں پیغام ملا کہ طیارے کو اغواء ہونے سے بچایا جائے، چاہے اس کے لیے انہیں کوئی بھی انتہائی قدم کیوں نہ اٹھانا پڑے۔

مطیع الرحمٰن نے انہیں کلوروفارم سنگھا کر بے ہوش کر دیا۔ وہ کچھ دیر کے لیے ساکت ہو گئے۔ چند سیکنڈ بعد وہ دوبارہ ہوش میں آئے تو انہوں نے ایک بار پھر بھرپور مزاحمت شروع کر دی۔ انہوں نے جب دیکھا کہ اب طیارہ بھارت سے صرف چالیس کلو میٹر دور ہے تو آخری بار اپنی ساری طاقت جمع کر کے طیارے کا کنٹرول دوبارہ لینے کی کوشش کی اور پھر طیارے کا رُخ، زمین کی طرف موڑ دیا۔ چند سیکنڈ بعد ایک دھما کہ ہوا۔ مطیع الرحمٰن کے ساتھ ساتھ دشمن کا مذموم ارادہ بھی ناکام ہو گیا اور راشد منہاس اپنے ملک پر قربان ہو کر شہادت کے رتبے پر فائز ہو گئے۔ انہیں ان کی عظیم قربانی کے طفیل نشانِ حیدر کے اعزاز سے سرفراز کیا گیا۔

پانچواں نشانِ حیدر: میجر محمد اکرم شہید

تاریخ پیدائش: 4 اپریل 1938ء ڈنگہ ضلع گجرات

تاریخ شہادت: 13 دسمبر 1971ء محاذ ھلی (سابقہ مشرقی پاکستان)

عمر بہ وقت شہادت: 33 سال

تعلق: فرنٹیئر فورس رجمنٹ

جب نومبر ۱۹۷۱ء میں دشمن نے

ایک بار پھر ہم پر جنگ مسلط کرنے کی کوشش کی تو اس وقت میجر محمد اکرم ایک اہم فوجی چوکی "ھلی"، ضلع دیناج پور میں فرنٹیر فورس رجمنٹ کی ایک کمپنی کی قیادت کر رہے تھے۔ اس چوکی پر دشمن نے ۲۴ر نومبر ۱۹۷۱ء کو حملے کا آغاز کیا تھا۔ جس کا منہ توڑ جواب میجر محمد اکرم نے بروقت دیا اور دشمن کو پاکستان کی سرزمین پر ایک انچ بھی آگے بڑھنے نہ دیا۔ اس دوران وہ مسلسل دشمن کو نقصان پہنچاتے رہے۔ بالآخر دشمن کی بکتر بند رجمنٹ نے ایک بار پھر بھرپور حملہ کیا۔ اس وقت میجر محمد اکرم کی کمپنی میں اسلحے اور رسد کی شدید کمی تھی مگر انہوں نے ہمت نہ ہاری۔ اس نازک مرحلے پر انہوں نے اعلیٰ قیادت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ارادہ کیا کہ دشمن کو ٹینک شکن ہتھیاروں سے تہس نہس کر دیں گے۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے دشمن کو قریب آنے دیا اور خاموش رہے۔ دشمن نے میدان صاف دیکھا تو فخر و غرور میں آگے بڑھتا گیا۔ جونہی وہ نرغے میں آیا، انہوں نے ایک دم ہلہ بول دیا اور دستی بموں، سنگینوں اور رائفلوں سے دشمن کا صفایا کرنا شروع کر دیا...... بھاگتے ہوئے دشمن کی زد میں آ کر بالآخر وہ شہید ہو گئے اور نشانِ حیدر سے سرفراز ہوئے۔

چھٹا نشانِ حیدر: میجر شبیر شریف شہید

تاریخ پیدائش: ۲۸ر اپریل ۱۹۴۳ء ضلع گجرات

تاریخ شہادت: ۶ر دسمبر ۱۹۷۱ء گورمکھیرہ، محاذ

عمر بہ وقت شہادت: ۲۸ر سال

تعلق: فرنٹیر فورس رجمنٹ

میجر شبیر شریف دسمبر ۱۹۷۱ء کی پاک بھارت جنگ میں مسلسل تین دن تین راتیں برسرِ پیکار رہے۔ جب ۳ر دسمبر ۱۹۷۱ء کو دشمن نے مشرقی پاکستان پر حملہ کیا تو انہیں سلیمانکی سیکٹر کے اس بند پر قبضے کا حکم ملا جو بھارت کے سرحدی دیہات گورمکھ کھیرا اور بھیری والا سے نظر آتا تھا۔ وہ حکم ملتے ہی دشمن پر حملہ آور ہوئے اور اس کے تمام مورچے تباہ کر ڈالے۔ اس کے بعد انہوں نے بارودی سرنگوں کی پرواہ کیے بغیر ۳۰ فٹ چوڑی اور ۱۰ر فٹ گہری نہر کو عبور کیا۔ نہر کی دوسری جانب دشمن موجود تھا۔ اس بار دشمن سے دست بہ دست جنگ شروع ہوئی۔ اس میں دشمن کو ناکامی ہوئی اور وہ مورچہ چھوڑنے پر مجبور ہوئے۔

۶ر دسمبر کو دشمن نے ایک بار پھر حملہ کیا۔ میجر شبیر شریف مورچے سے باہر آئے [illegible] انہوں نے جواں مردی سے بھارتی فوج کے میجر نارائن کو گھیر کر اسی کی مشین گن سے ہلاک کر دیا۔ اس کے قبضے سے اہم اور خفیہ دستاویزات ملیں۔ اسی روز انہوں نے دشمن کے پانچ اور حملے بھی ناکام بنائے۔ اس کے بعد انہوں نے دشمن کے حملہ آور ٹینکوں کو نشانہ بنانا شروع کیا۔ اسی دوران دشمن کا ایک گولہ ان کے سینے پر آ لگا اور وہ وطن پر نثار ہو گئے۔ انہیں بھی وطن کے لیے اعلیٰ خدمات انجام دینے اور شہادت کا رتبہ پانے کے بعد نشانِ حیدر سے سرفراز کیا گیا۔

ساتواں نشانِ حیدر: سوار محمد حسین شہید

تاریخ پیدائش: کافی اختلاف ہے ۱۹۴۸ء یا ۱۹۴۹ء ڈھوک پیر بخش ضلع راولپنڈی

تاریخ شہادت: ۱۰ر دسمبر ۱۹۷۱ء شکر گڑھ

عمر بہ وقت شہادت: ۲۲ر سال

تعلق: آرمرڈ کور ۲۰ر لانسر

۱۰ دسمبر ۱۹۷۱ء کو جب سوار محمد حسین نے دشمن کو پاکستانی بارودی سرنگوں کے قریب مورچہ کھودتے دیکھا تو انہوں نے فوراً اپنی یونٹ کے نائب کمانڈر کو اطلاع دی۔، پھر خود ہی اپنے طور پر اپنی ایک ٹینک شکن توپ کے پاس پہنچے اور توپوں کا رُخ درست کرا کے توپچیوں سے دشمن کے ٹینکوں

پر صحیح سمت میں فائر کراتے رہے، جس کے نتیجے میں دشمن کے ۶ ٹینک تباہ ہو گئے۔ اسی شام ۴ بجے جب وہ اپنے ایک رائفل بردار کو دشمن کے ٹھکانے دکھا رہے تھے تو دشمن کے ٹینک سے مشین گنوں کی بوچھاڑ شروع ہوگئی، جس نے ان کے سینے کو چھلنی کر دیا اور وہ شہید ہو گئے۔ شجاعت اور فرض شناسی کے اس اعلیٰ مظاہرے پر حکومت نے انہیں نشانِ حیدر کے اعزاز سے نوازا۔ ان کے گاؤں کا نام اب ڈھوک محمد حسین ہے۔

آٹھواں نشانِ حیدر: لانس نائیک محمد محفوظ شہید

تاریخ پیدائش: ۲۵ / اکتوبر ۱۹۴۴ء پنڈ ملکان (راولپنڈی)

تاریخِ شہادت: ۱۸ / دسمبر ۱۹۷۱ء پُل کنجری

عمر بہ وقت شہادت: ۲۷ / سال

تعلق: پنجاب رجمنٹ

۱۶ / دسمبر ۱۹۷۱ء کو مشرقی پاکستان میں جب جنگ بندی کا اعلان ہوا تو پاکستانی فوجوں نے معاہدے کا احترام کرتے ہوئے اپنی تمام تر کارروائیوں کو روک دیا، مگر دشمن نے عیاری کا ثبوت دیتے ہوئے اس موقع سے فائدہ اٹھانا ضروری سمجھا۔ پُل کنجری کا علاقہ جو پاکستان کے قبضے میں آچکا تھا، اسے دھوکے سے واپس لینے کے لیے ۱۷ اور ۱۸ دسمبر کی شب زبردست حملہ کیا۔ اس وقت لانس نائیک محمد محفوظ کی پلاٹون نمبر ۳ سب سے آگے تھی، چنانچہ اسے دشمن کے خود کار ہتھیاروں کا سامنا کرنا پڑا۔ جب یہ کمپنی بھارتی پوزیشن سے ستر گز کے فاصلے پر چلی گئی تو مجبوراً دشمن کو فائرنگ روکنی پڑی۔ صبح کا اجالا ہوتے ہی دشمن نے ایک بار پھر حملہ کیا۔ لانس نائیک محمد محفوظ دشمن سے برابر مقابلے میں مصروف رہے۔ ایک موقع پر جب ان کی مشین گن تباہ ہوگئی تو وہ اپنے شہید ساتھی کی مشین گن اٹھا کر دشمن کی جانب بڑھے، کیونکہ وہاں سے ہونے والی فائرنگ سے انہیں نقصان پہنچ رہا تھا۔ اس لیے اسے تباہ کیے بغیر کوئی چارہ نہ تھا، وہ مسلسل آگے بڑھتے رہے...... جب دشمن کی گولی سے ان کی مشین گن گر گئی تو انہوں نے باوجود شدید زخمی ہونے کے، ایک بھارتی سپاہی کو قابو کر کے اس کا گلا دبانا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھی نے یہ دیکھ کر سنگین مار کر محمد محفوظ کو شہید کر دیا۔ انہیں بھی بعد از شہادت نشانِ حیدر عطا کیا گیا۔ ان کے گاؤں پنڈ ملکان کا نام اب محفوظ آباد ہے۔

نواں نشانِ حیدر: کیپٹن کرنل شیر خان شہید

تاریخ پیدائش: یکم جنوری ۱۹۷۰ء ضلع صوابی

تاریخ شہادت: ۵ جولائی ۱۹۹۹ء کارگل

عمر بہ وقت شہادت: ۲۹ سال

تعلق: سندھ رجمنٹ

کارگل پر دشمن اپنے قبضے کا خواب دیکھ رہا تھا۔ ۷ اور ۸ جون ۹۹ء کی درمیانی شب دشمن کی ایک بٹالین نے کیپٹن کرنل شیر خان کی پوسٹ کے پیچھے نفوذ کی کوشش کی۔ انہوں نے دشمن کے ارادوں کو بھانپا اور بے مثال جرأت اور بہادری کا ثبوت دیتے ہوئے دشمن کی مؤثر ناکہ بندی کی جس کی بدولت اسے بھاری نقصان اٹھانا پڑا۔ ۵ جولائی کو دشمن نے ایک بار پھر دو بٹالین کی نفری سے کیپٹن کرنل شیر خان کی پوسٹ پر کئی اطراف سے حملہ کیا۔ اپنی تمام تر بے سروسامانی اور قلیل سپاہ کے باوجود کیپٹن کرنل شیر خان نے فوراً جوابی حملہ کیا اور دشمن پر بے خوفی سے لپک پڑے اور اپنے کھوئے ہوئے علاقے پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔ اس حملے کے دوران دشمن کی مشین گنوں سے فائرنگ کے نتیجے میں شدید زخمی ہوئے اور شہادت کے مرتبے پر فائز ہو گئے۔ ۱۴ اگست ۹۹ء کو انہیں نشانِ حیدر دینے کا اعلان ہوا۔

دسواں نشانِ حیدر: حوالدار لالک جان شہید

تاریخ پیدائش: ۱۹۶۷ء ضلع غذر (شمالی علاقہ جات)

تاریخ شہادت: ۷/ جولائی ۱۹۹۹ء

عمر بہ وقت شہادت: ۳۲/ سال

تعلق: ناردرن لائٹ انفنٹری

کارگل کا محاذ کھلا ہوا تھا۔ ملک کی حفاظت کا عزم اور دشمن کو پیچھے دھکیلنے کا حوصلہ لیے حوالدار لالک جان وہاں متعین تھے۔ وہ ناردرن لائٹ انفنٹری کے نڈر اور بے باک سپاہی تھے۔ ۷ جولائی ۱۹۹۹ء کو ان کی پوسٹ اور توپ خانے پر حملہ ہوا۔ دشمن سارا دن گولوں کی فائرنگ کرتا رہا۔ رات کو پھر ان کی پوسٹ پر تین اطراف سے حملہ کیا گیا۔ جس سے حوالدار لالک جان شدید زخمی ہو گئے۔ وہ کمپنی کمانڈر کے اصرار کے باوجود شدید زخمی حالت میں بھی دشمن کے خلاف ڈٹے رہے اور مقابلہ جاری رکھا۔ جس سے دشمن کا حملہ ناکام ہو گیا۔ بعد میں حوالدار لالک جان بھی زخموں کی تاب نہ لا کر اپنی پوسٹ پر ہی شہید ہو گئے۔ اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کرنے پر انہیں بھی نشانِ حیدر کا اعزاز عطا ہوا۔

(استفادہ: انسائیکلوپیڈیا پاکستانیکا، از: سید قاسم محمود، نشانِ حیدر، از: محمود عالم ہنگ میل پبلیکیشنز)

فرمودات قائدؒ

''اس میں شک نہیں کہ ہم نے پاکستان حاصل کر لیا ہے، لیکن یہ تو محض آغاز ہے۔ اب بڑی بڑی ذمہ داریاں ہمارے کندھوں پر آن پڑی ہیں اور جتنی بڑی ذمہ داریاں ہیں اتنا ہی بڑا ارادہ، اتنی ہی عظیم جدوجہد کا جذبہ ہم میں پیدا ہونا چاہیے۔ پاکستان حاصل کرنے کے لیے جو قربانیاں دی گئی ہیں، جو کوششیں کی گئیں، پاکستان کی تعمیر و تشکیل کے لیے کم از کم اتنی ہی قربانیوں اور کوششوں کی ضرورت پڑے گی۔''

(یوم عید: ۱۸/ اگست ۱۹۴۷ء)

فاٹا میں ترقیاتی کام

آئی ایس پی آر پشاور

وزیرستان میں ترقیاتی کاموں کی رفتار تیز کرتے ہوئے حال ہی میں دو مزید انجینئر زبٹالین کو تعینات کیا گیا ہے تاکہ قبائلی عوام کے معیار زندگی کو بلند کیا جاسکے۔

کور کمانڈر پشاور لیفٹیننٹ جنرل صفدر حسین نے ان ترقیاتی منصوبوں کو ''ترقی برائے امن'' کا نام دیا ہے جن میں سڑکوں، راستوں، کالجوں، بنیادی مراکز صحت کی تعمیر، فراہمی آب کے منصوبوں، پانی کے نلکوں، کنوؤں کی کھدائی، پمپس اور مائیکرو ہائیڈل پاور اسٹیشنز کی تنصیب شامل ہے۔ وفاق کے زیر انتظام قبائلی علاقوں کو قابل رسائی بنانے اور ایجنسیوں کے مابین روابط کو بڑھانے کے لئے پاک فوج ترقیاتی منصوبوں میں سڑکوں کی تعمیر کو اولین ترجیح دے رہی ہے۔ قبائلی علاقوں میں 1,894 کلومیٹر طویل سڑکوں کا منصوبہ وضع کیا گیا ہے۔ اب تک ان علاقوں میں 1,015 کلومیٹر طویل سڑکیں تعمیر ہو چکی ہیں۔ ان سڑکوں میں مہمند ایجنسی میں 151 کلومیٹر، خیبر ایجنسی میں 115 کلومیٹر، کرم ایجنسی میں 151 کلومیٹر اور کرزئی ایجنسی میں 123 کلومیٹر شمالی وزیرستان ایجنسی میں 204 کلومیٹر اور جنوبی وزیرستان میں 271 کلومیٹر طویل سڑکیں شامل ہیں۔

قبائلی علاقوں کے عوام کا تعلیمی معیار بلند کرنے کے لئے 81 سکولوں کی تعمیر کا منصوبہ وضع کیا گیا جن میں اب تک 27 سکول تعمیر کئے جا چکے ہیں۔ ان میں خیبر ایجنسی میں 7، کرم ایجنسی میں 5، اورکزئی ایجنسی میں 11، شمالی وزیرستان ایجنسی میں 2 اور جنوبی وزیرستان ایجنسی میں 6 سکولوں کی تعمیر شامل ہے۔ سکولوں کی تعمیر کے علاوہ سیکورٹی فورسز کے ارکان کو ہدایت کی گئی ہے کہ قریبی آبادیوں میں عارضی سکولوں میں مقامی آبادی کو تعلیم دی جائے۔

فری طبی کیمپ

مہمند ایجنسی میں بھائی ڈگ اور انارگئی اور خیبر ایجنسی میں ترکھو کاس ایریا میں آرمی میڈیکل کور کے ڈاکٹروں نے مفت طبی کیمپ لگائے جہاں 9 ہزار سے زائد مریضوں کا مفت علاج معالجہ کیا گیا۔

آرمی میڈیکل کور کے نامور ماہر امراض قلب بریگیڈئر حامد شفیق نے بھائی ڈگ میں مریضوں کا معائنہ کیا۔ ڈپٹی ڈائریکٹر میڈیکل سروسز لاجسٹکس ایریا بریگیڈئر ضیاء اللہ خان نے میڈیکل کیمپس کا دورہ کیا اور مریضوں کو فراہم کی جانے والی سہولتوں کا جائزہ لیا۔

مرد، خواتین اور بچوں کی بڑی تعداد نے ان کیمپوں کا رخ کیا جہاں مریضوں کو پچاس ہزار روپے کی مفت ادویات فراہم کی گئیں۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ قبائلی

صدر جنرل پرویز مشرف کراچی میں تھیلیسیمیا کے مریضوں
سے ملاقات کر رہے ہیں۔12 جولائی 2005ء

وزیراعظم شوکت عزیز ٹھٹھہ میں ایک عوامی اجتماع سے خطاب سے قبل ہاتھ ہلا
کر لوگوں کے خیر مقدمی نعروں کا جواب دے رہے ہیں۔8 جولائی 2005ء

وزیراعظم شوکت عزیز اور جرمنی کے چانسلر گیری ہارڈ مشترکہ پریس کانفرنس
سے خطاب کر رہے ہیں۔ برلن 12 جولائی 2005ء

وزیراعظم شوکت عزیز سرحد ٹرین حادثہ میں زخمی ہونے والے فرد
کو امدادی رقم کا چیک دے رہے ہیں۔ 17 جولائی 2005ء

وزیراعظم شوکت عزیز زیادہ گندم اگاؤ مہم کے کامیاب کاشتکار کو ٹریکٹر انعام
دینے کے بعد ہاتھ ملا رہے ہیں۔ 16 جولائی 2005ء

وزیراعظم شوکت عزیز بحریہ یونیورسٹی اسلام آباد کے کامیاب ہونے والے طلباء،
اساتذہ اور دوسرے ارکان کے ہمراہ 18 جولائی 2005ء

علاقوں میں افواج پاکستان کی تعیناتی کے بعد قبائلی عوام کے گھروں کی دہلیز تک علاج معالجے کی سہولت کو اولین ترجیح حاصل رہی ہے۔فری میڈیکل کیمپوں میں تقریباً تین لاکھ مریضوں کا آرمی میڈیکل کور نے مفت علاج معالجہ کیا۔امراض چشم کے کیمپوں میں 12 ہزار مریضوں کا مفت علاج کیا گیا اور ماہرین امراض چشم نے 740 مریضوں کے آپریشن کیے۔

2001ء میں قبائلی علاقوں میں افواج پاکستان کی تعیناتی کے بعد قبائلی عوام کے گھروں تک طبی سہولیات کی فراہمی کو یکساں اہمیت دی گئی ہے۔پاک فوج کی میڈیکل کور نے مفت میڈیکل کیمپ اور امراض چشم کے کیمپ بھی منعقد کیے۔آرمی میڈکل کور نے 99 مفت طبی کیمپ منعقد کیے جن میں تقریباً تین لاکھ مریضوں کا مفت علاج معالجہ کیا گیا۔آرمی ڈاکٹروں نے سپیشلسٹ کیمپوں میں تقریباً 37 ہزار مریضوں کا علاج معالجہ کیا۔امراض چشم کے مفت کیمپوں میں تقریباً 12 ہزار مریضوں کا مفت علاج کیا گیا اور آئی سپیشلسٹ نے 740 آپریشن کیے۔مزید براں آرمی انجینیئرز نے 2 بنیادی مراکز صحت بھی قائم کیے ہیں۔

پینے کے صاف پانی کی فراہمی کے لئے آرمی انجینئرز نے فراہمی آب کی 14 سکیمیں مکمل کی ہیں اور 347 ہینڈ پمپس، 13 ٹیوب ویل اور 5 کنوئیں لگائے گئے ہیں۔

بیشتر قبائلی علاقوں میں بجلی کی سہولت ناپید ہے اور چیل اور شاہ بلوط کے درختوں کی لکڑی بطور ایندھن استعمال کی جاتی ہے۔پاک فوج نے بجلی کی فراہمی کے 10 منصوبے وضع کیے اور اب تک خیبر ایجنسی میں باڑہ دریا پر 6 مائیکرو ہائیڈل پاور اسٹیشن نصب کیے گئے ہیں۔جن سے نواحی علاقوں کو روشنی فراہمی کی گئی ہے۔درج بالا ترقیاتی کاموں کے علاوہ اورکزئی، خیبر اور شمالی وزیرستان ایجنسیوں میں زیتون کے 30 ہزار درختوں کو پھل دار درختوں سے پیوند کیا گیا ہے تاکہ ان کی بقا کا بندوبست کیا جا سکے۔توقع ہے کہ زیتون کے یہ درخت آئندہ دو برسوں میں بارآور ہوں گے۔

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ لیفٹیننٹ جنرل صفدر حسین نے آرمی انجینیئرز کو ہدایت کی ہے کہ فاٹا کے دور دراز علاقوں میں دورہ کر کے قبائلی عوام کی ضروریات کا جائزہ لیا جائے تاکہ علاقے کے لئے مزید ترقیاتی منصوبوں کو وضع کیا جا سکے۔

(بشکریہ: ہلال)

زراعت کی ترقی کے لئے موجودہ حکومت کے اقدامات

آغا جہانزیب

پاکستان بنیادی طور پر ایک زرعی ملک ہے اور اس کی معیشت بڑی حد تک زراعت پر انحصار کرتی ہے۔ زراعت کی ترقی کے لئے ہر حکومت نے کچھ کام ضرور کئے لیکن کاشتکاروں کو کبھی وہ ریلیف نہ مل سکا جس کے وہ متقاضی تھے تاہم موجودہ حکومت نے شعبہ زراعت کی ترقی کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایسے کئی اقدام کئے ہیں جن کے نتائج بتدریج سامنے آرہے ہیں اور کاشتکاروں کو حقیقی معنوں میں ان کی محنت کا صلہ ملنے لگا ہے۔ موجودہ بجٹ 06-2005 میں بھی زرعی شعبہ اور اس سے منسلک افراد کی بہتری کے لئے جو فیصلے کئے گئے ہیں اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آئندہ مالی سال 06-2005 کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں زراعت کے لئے 925 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں اور یہ رقم گزشتہ سال کے مقابلے میں 26 فیصد زیادہ ہے۔ کاشتکاروں کے لئے قرضوں کی سہولت کا آغاز ہوئے کافی عرصہ گزر چکا ہے لیکن یہ قرضے پہلے تو صرف بڑے بڑے زمیندار ہی حاصل کر پاتے تھے اور چھوٹے کاشتکاروں تک ان کی رسائی بڑی مشکل تھی نتیجتاً امیر مزید امیر اور غریب مزید غریب ہوتا جا رہا تھا۔ چھوٹا کاشتکار تمام سال محنت کرنے کے باوجود بھی بمشکل اپنے بچوں کے لئے روٹی کپڑے کا بندوبست ہی کر پاتا تھا۔ پھر ان قرضوں پر مارک اپ کی شرح بھی بہت زیادہ تھی۔ چھوٹے کاشتکار اس مارک اپ سے ڈر کر قرض لینے کے بارے میں سوچتے بھی نہیں تھے۔ حکومت کی طرف سے کاشتکاروں کو دی جانے والے سہولت میں قرضوں کا مارک اپ کم کرنا بہت مستحسن قدم ہے۔ پیداواری زرعی قرضوں کے مارک اپ کی شرح 14 فیصد سے کم کر کے 9 فیصد کر دی گئی جبکہ زرعی آلات اور زرعی مشینری کی خرید کے لئے قرضوں پر مارک اپ کی شرح بھی 14 فیصد سے کم کر کے 11 فیصد کر دی گئی ہے۔ اب کاشتکار ون ونڈو سکیم کے ذریعے ملنے والے قرض با آسانی حاصل کر لیتے ہیں اور کسی پریشانی یا دقت کی صورت میں حکومت زرعی ہیلپ لائن کا قیام بھی عمل میں لا چکی ہے۔ اگر کسی کاشتکار کو کسی بھی قسم کی پریشانی یا مسئلہ درپیش ہو تو وہ زرعی ہیلپ لائن کے ٹال فری نمبر سے اپنی شکایت با آسانی اعلیٰ حکام تک پہنچا سکتا ہے اور اس مسئلے کے حل کے لئے فوری طور پر سرکاری مشینری حرکت میں آجاتی ہے۔ زرعی قرضوں کی مد میں ایک اور اہم کام جس کا ذکر نہایت ضروری ہے وہ یہ کہ زرعی ترقیاتی بنک سے قرضہ لینے والے وہ کاشتکار جو کسی وجہ سے ابھی تک قرضہ کی ادائیگی نہیں کر پائے ان کے لئے اس قرض کی واپسی کو آسان بنانے کی غرض سے حکومت کی طرف سے 5 لاکھ روپے

قرض کی مد میں 50 فیصد اور 5 لاکھ سے 25 لاکھ روپے کی حد تک 25 فیصد رعایت کا اعلان بھی کر دیا گیا ہے۔اس طرح اب کاشتکار پر قرضوں کا بوجھ مزید کم ہو جائے گا۔ کاشتکاروں کی محنت کا صلہ صحیح معنوں میں ان تک پہنچانے کے لئے اہم فصلوں مثلاً گندم کی امدادی قیمت 400 روپے فی من اور کپاس کی امدادی قیمت 925 روپے فی من مقرر کی گئی ہے۔یہی نہیں اس کے ساتھ ساتھ جنس کی سرکاری طور پر خریداری کاشتکاروں کے لئے مزید سہولت کا باعث ہے۔پہلے پانچ ایکڑ زمین کے مالک کاشتکار پر زرعی انکم ٹیکس لاگو ہوتا تھا لیکن اب حکومت نے بالخصوص چھوٹے کاشتکاروں کی پریشانیوں کو دیکھتے ہوئے زرعی انکم ٹیکس کی حد پانچ ایکڑ سے بڑھا کر 12.50 ایکڑ کر دی ہے۔حکومت کے اس فیصلے سے کھیتی باڑی سے منسلک بے شمار گھرانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی ہے۔سینکڑوں چھوٹے کاشتکار زرعی انکم ٹیکس سے مبرا ہو گئے ہیں اور اب وہ زیادہ محنت اور لگن سے اپنے کام میں مصروف ہیں۔

حکومت نے زرعی مداخل کی مد میں کاشتکاروں تک غیر ملاوٹ شدہ کھادیں اور ادویات پہنچانے کی غرض سے ایک مضبوط نظام قائم کیا ہے۔اس مقصد کے لئے ایک زرعی ٹاسک فورس قائم کی جا چکی ہے اور یوں ان ضمیر فروش افراد کے گرد گھیرا تنگ کر دیا گیا ہے جو چند روپوں کی خاطر لوگوں کی جانوں اور ملکی معیشت سے کھیلتے تھے۔کاشتکاروں تک غیر ملاوٹ شدہ کھادیں اور ادویات پہنچانا حکومت کی اولین ترجیح ہے۔اس سلسلے میں زرعی ٹاسک فورس نے اپنا کام نہایت تیزی سے جاری رکھا ہوا ہے اور جونہی کسی ملاوٹ شدہ دوائی کی اطلاع ملتی ہے اس کے تیار کنندہ کو حراست میں لے کر تحقیقات کی جاتی ہیں اور جرم ثابت ہونے پر عدالتوں سے سزا دلوائی جاتی ہے۔اس طرح اب ان چیزوں میں ملاوٹ کا رجحان تقریباً ختم ہو کر رہ گیا ہے اور کاشتکاروں تک بالکل خالص کھادیں اور ادویات پہنچ رہی ہیں۔اس کے علاوہ موجودہ بجٹ میں یوریا کھاد پر عائد 5 فیصد ڈیوٹی بھی ختم کر دی گئی ہے۔

صوبہ پنجاب کی اکثر زمینیں ناہمواری کا شکار ہیں اور یوں پوری فصل کی ایک وقت میں مکمل آبپاشی نہیں کی جا سکتی۔ حکومت کی طرف سے کھیتوں کی ہمواری کے لئے صوبہ بھر میں آئندہ تین سالوں کے دوران 1500 لیزر سیٹ آدھی قیمت کی ادائیگی پر فراہم کئے جائیں گے۔اس کے ساتھ ساتھ لیزر یونٹ چلانے والے افراد کو مفت تکنیکی تربیت بھی دی جائے گی۔یوں لیزر کے ذریعے زمین ہموار کی جائے گی اور ہماری فصلیں مزید سرسبز اور لہلہاتی نظر آئیں گی۔کاشتکاروں کو سہولت دینے کی غرض سے گاؤں کے قریب نئی منڈیاں تعمیر کرنے کا پروگرام بھی عنقریب شروع ہو جائے گا۔اس کے ساتھ ساتھ منڈیوں کے نظام کو جدید پیمانے پر استوار کرنے کے لئے ان کی تنظیم نو بھی تیزی سے جاری ہے۔کھیتوں سے منڈیوں تک سڑکوں کی تعمیر کے لئے ابتدائی مراحل میں 5 ارب روپے خرچ کئے جا رہے ہیں اور منڈیوں میں جدید پیمانوں کی تنصیب کے منصوبوں پر بھی کام جاری ہے۔

فصلوں سے اچھی پیداوار کے حصول کے لئے پانی کی مناسب دستیابی اور ذرائع آبپاشی کا جدید خطوط پر استوار کیا جانا وقت کی اہم ضرورت ہے۔آبپاش کھالوں کی پختگی کے قومی پروگرام کے تحت حکومت نے پنجاب کے لئے 28 ارب روپے مختص کئے ہیں۔اس پروگرام کے تحت پنجاب کے 28 ہزار کھالوں کی پختگی کا کام تیزی سے جاری ہے۔اس منصوبے کی تکمیل سے

سالانہ 28 لاکھ ایکڑ فٹ پانی کی بچت ہو گی۔ 15 لاکھ ایکڑ رقبے کی آبپاشی کے لئے پانی دستیاب ہو سکے گا اور ایک لاکھ سے زائد افراد کو روزگار کے مواقع بھی میسر آئیں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ آبپاشی کے لئے مزید کئی کام تکمیل کے مراحل میں ہیں مثلاً منگلا ڈیم کا بند اونچا کیا جا رہا ہے۔ گومل زم، کرم تنگی، میرانی اور سب زئی ڈیم تعمیر کئے جا رہے ہیں۔ کچھی، گریٹر تھل، رینی اور پٹ فیڈر ایکسٹینشن نہریں تعمیر کی جا رہی ہیں۔ واپڈا کے آبی وسائل کے منصوبوں کے لئے رقم دوگنی کر کے 43 ارب روپے کر دی گئی ہے۔ سکھر بیراج کی تعمیر نو کا کام مکمل ہو چکا ہے۔

یہاں ہم نے زراعت کی ترقی کے لئے کئے جانے والے حکومت کے اقدامات کا ایک طائرانہ جائزہ پیش کیا ہے۔ ہو سکتا ہے کچھ باتیں رہ گئی ہوں تاہم وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تمام چیزیں خود ہی عوام الناس پر عیاں ہو جائیں گی اور پھر ان ثمرات سے پوری قوم مستفید ہو گی۔

فرموداتِ قائدؒ

''ہماری موجودہ مشکلات کی وجہ یہ ہے کہ ہم اپنے وعدے بھول گئے۔ ہم میں حقائق کا سامنا کرنے کی جرات نہیں رہی اور ہم ملکی مفاد کے لیے بھی سچی بات کہنے سے ڈرتے ہیں۔ وقت آ گیا ہے کہ ہم اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے قومی تعمیر میں اپنا حصہ ادا کریں۔''

(قوم کے نام پیغام: ۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء)

کسان خوشحال، ملک خوشحال

کسانوں کے لئے سستی بجلی کی فراہمی، زرعی معیشت کے استحکام کی جانب اہم پیش رفت

سید عاصم حسنین

پاکستان کی معیشت کا انحصار بڑی حد تک زراعت پر ہے اور ملکی ترقی براہ راست اس اہم ترین شعبے کی ترقی سے وابستہ ہے۔ یوں تو ہمارا ملک خدا کے فضل سے مختلف النوع اجناس کی فصلوں، زرخیز زمین اور پانی کے وسائل سے مالا مال ہے لیکن بدقسمتی سے کچھ علاقوں میں پانی کم اور بعض جگہ کھارا ہونے کی بناء پر ناقابل استعمال ہے۔ ان وجوہات کی بناء پر کاشتکاری کے مقاصد کے لئے نہری پانی مقررہ مقدار میں حاصل نہیں ہو رہا۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ماضی میں حکومتوں نے بہت سے اقدامات کئے جن میں نہری سسٹم کی بہتری، کھالوں کو پختہ کرنا اور ٹیوب ویلوں کے ذریعے پانی کی فراہمی کے اقدامات شامل ہیں۔ دوسرا بڑا مسئلہ ملک میں موجودہ ڈیموں کی مقررہ استعداد میں پانی ذخیرہ کرنے کی استعداد میں روز بروز کمی ہے جس کا تدارک انتہائی ضروری ہے۔ یہ امر خوش آئند ہے کہ صدر مملکت نے قومی ضرورت کے اس اہم ترین مسئلے پر دوٹوک اعلان کیا ہے کہ ملک کے نئے آبی وسائل کی فراہمی کے لئے کالا باغ ڈیم، بھاشا ڈیم اور دیگر ڈیم ضرور بنائے جائیں گے۔

موجودہ حکومت نے زراعت کی ترقی کے لئے جو اقدامات کئے ہیں ان میں زرعی قرضوں پر مارک اَپ میں نمایاں کمی، زرعی آلات کی خریداری کے لئے بھی قرضوں پر مارک اَپ کی شرح 14 فیصد سے کم کر کے 11 فیصد کرنا اور زرعی پانی کے لئے نئے رعائتی فلیٹ ریٹس مقرر کرنا شامل ہیں۔

مزید برآں حکومت کے کھالوں کو پختہ کرنے کے پروگرام کے تحت رواں مالی سال میں 28 ہزار کھالے پختہ کئے جائیں گے تاکہ جو پانی ضائع ہو جاتا تھا وہ کاشت کے لئے دستیاب ہو سکے۔ حکومت پنجاب نے مالی سال 06-2005 کے دوران زراعت کی ترقی کے لئے سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت مختص شدہ رقم میں گزشتہ سال کی نسبت 25 فیصد رقم زیادہ فراہم کی ہے جس سے زراعت کے پیشے کے ساتھ وابستہ افراد کے لئے ترقی اور خوشحالی کے نئے در وا ہوں گے۔

حکومت نے مختلف مدوں میں کسانوں کو ریلیف دینے کے لئے جو مؤثر اقدامات کئے ہیں ان میں تازہ ترین اقدام کسانوں کو زرعی ٹیوب ویلوں کے لئے سستی بجلی کی فراہمی شامل ہے۔ اس سے ٹیوب ویلوں کے لئے بجلی کی فراہمی کے سلسلہ میں ہر کسان کو اوسطاً 20 ہزار سے 90 ہزار روپے سالانہ بچت ہوگی۔

اس منصوبے کے تحت کسان رات بجے سے صبح چھ بجے تک ٹیوب ویلوں میں استعمال ہونے والی بجلی پر پچیس فیصد رعائت کے حق دار ہوں گے اور اس سہولت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی فصلوں کی بہتر نگہداشت اور برداشت کر سکیں گے۔

ابتدائی طور پر حکومت پنجاب نے بجلی کے نئے میٹر کسانوں کو مفت فراہم کرنے کا اعلان کیا ہے۔ اس سکیم کے تحت فی میٹر 5 ہزار روپے کے حساب سے حکومت پنجاب نے واپڈا کو 45 کروڑ فراہم کر دیئے ہیں۔ جن کے ذریعے کسانوں کو ''پہلے آیئے پہلے پایئے'' کی بنیاد پر نئے بجلی کے میٹر نصب کر کے ٹیوب ویل کنکشن دیئے جائیں گے۔ اس مقصد کے لئے کسانوں سے 15 جولائی سے درخواستیں طلب کی گئی ہیں۔

حکومت نے اس منصوبے کے تحت بجلی کے ٹیرف میں جو نمایاں کمی کی ہے اس کے مطابق زرعی مقاصد کے لئے بجلی کے پنجاب اور سندھ میں موجودہ ٹیرف کے ریٹس 3.12 روپے فی یونٹ سے کم کر کے 2.37 روپے فی یونٹ کئے گئے ہیں جبکہ صوبہ سرحد میں نئے ریٹس 2.75 روپے فی یونٹ سے کم کر کے 2.10 روپے فی یونٹ مقرر کئے گئے ہیں جبکہ صوبہ بلوچستان پہلے ہی سستی بجلی کے ٹیرف کی رعائتی سہولتوں سے مستفید ہو رہا ہے۔

حکومت کے اس اقدام کی روشنی میں یقینا کاشتکار خصوصاً اس رعائتی سکیم سے فائدہ اٹھا کر زرعی ضروریات کے لئے پانی زیادہ حاصل کریں گے کیونکہ انہیں کاشتکاری کے مقاصد کے لئے سستی بجلی میسر ہوگی۔

موجودہ حکومت کا یہ انقلابی قدم زراعت کی بہتری اور کسانوں کی خوشحالی کے لئے مستحسن ترین عمل ہے۔ زرعی خود کفالت کی منزل حاصل کرنے کی خاطر حکومت کے اقدامات میں سے یہ ایسا قدم ہے جو انتہائی اہم قرار دیا جائے گا اور جس کے دوررس اور مفید اثرات ملکی زرعی معیشت کی بہتری اور بالآخر ملک کی مجموعی قومی پیداوار میں اضافہ کا باعث ہوں گے۔

☆☆☆☆

فرموداتِ قائدؒ

''ہم اپنی مملکت کی تاریخ کے ایک اہم دور سے گزر رہے ہیں۔ ہم نے ایک آزاد اور خود مختار مملکت قائم کر کے تاریخ میں ایک نئے باب کا آغاز کیا ہے۔ اس مملکت کی بقا و تحفظ میں ہم ہرگز کوتاہی نہیں کریں گے۔ پاکستان کے استحکام کو دنیا کی کوئی طاقت متزلزل نہیں کر سکی۔ اپنی قوم کے لیے میرا یہ پیغام ہے کہ وہ اپنے ملک کی بے لوث خدمت کرے اور اپنی تمام تر توتیں اور صلاحیتیں ملک کو مستحکم اور طاقتور بنانے میں صرف کر دے۔''

(لاہور ریڈیو سے نشری تقریر: ۲۵ نومبر ۱۹۴۷ء)

ایوانِ نمائندگان

ارشاد امین

بلال احمد ورک

این اے 136 شیخوپورہ VI

پاکستان مسلم لیگ (ق)

بلال احمد ورک یکم جنوری 1974ء کو شیخوپورہ (پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ابتدائی تعلیمی مراحل طے کرنے کے بعد 2000ء میں پنجاب یونیورسٹی لاہور جیسی عظیم درس گاہ سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ ان کا تعلق ضلع شیخوپورہ کے ایک قدیم اور با اثر سیاسی خانوادے سے ہے۔ تحصیل ننکانہ صاحب کا گاؤں ''کوٹ چاندی'' بھی اسی خاندان کے ایک بزرگ چوہدری چاندی خان کے نام سے منصوب ہے۔ اس خاندان کے بزرگوں نے تحریک پاکستان میں بھی حصہ لیا تھا۔ قیام پاکستان کے بعد بھی اس خاندان نے ملکی ومقامی سیاست میں اہم کردار ادا کیا۔

چوہدری بلال احمد ورک علاقے کی معروف سیاسی و سماجی شخصیت چوہدری توکل اللہ ورک کے بھتیجے ہیں۔ جو گزشتہ بلدیاتی انتخابات میں ضلعی ناظم منتخب ہوئے ہیں۔

چوہدری بلال احمد ورک نے اپنے خاندان کے بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے سیاسی وسماجی خدمت کا سلسلہ شروع کیا۔ وہ ورک ویلفیئر آرگنائزیشن سے وابستہ رہ کر عوام کی خدمت کرتے رہے۔ ان کی عوامی مقبولیت اور سماجی وسیاسی خدمات کو دیکھتے ہوئے اکتوبر 2002ء کے عام انتخابات میں پاکستان مسلم لیگ (ق) نے انہیں قومی اسمبلی کی نشست کے لئے اپنا امیدوار نامزد کیا جس پر انہیں کامیابی ملی۔ انہیں وفاقی پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقی مقرر کیا گیا ہے۔ وہ ینگ پارلیمنیڑین فورم پاکستان اور قومی اسمبلی کی مجلس قائمہ برائے صحت وسرمایہ کاری کے رکن ہیں۔ وہ کئی ممالک کی سیر وسیاحت کر چکے ہیں۔ پیرا کی، شکار اور مطالعہ ان کے فارغ اوقات کے مشاغل ہیں ابھی غیر شادی شدہ ہیں۔

ڈاکٹر جنید ممتاز جوئیہ

این اے 166 پاکپتن III

پاکستان مسلم لیگ (ق)

ڈاکٹر جنید ممتاز جوئیہ 28 اپریل 1972ء کو پیدا ہوئے۔ انہوں نے ابتدائی تعلیمی مراحل مکمل کرنے کے بعد 1997ء میں کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور جیسے اہم تعلیمی ادارے سے ایم بی بی ایس کی ڈگری حاصل کی۔ وہ پیشہ کے لحاظ سے ڈاکٹر اور زمیندار ہیں۔ ان کا تعلق ضلع پاکپتن کے اہم اور قدیم سیاسی خانوادے سے ہے۔ اس خاندان کے بیشتر افراد علاقے کی سیاسی وسماجی زندگی میں نمایاں مقام ومرتبے کے حامل ہیں۔

ڈاکٹر جنید ممتاز جوئیہ کے والد محترم ممتاز جوئیہ اپنے علاقے کے ممتاز زمیندار اور سیاسی وسماجی شخصیت ہیں۔

ڈاکٹر جنید ممتاز جوئیہ زمانہ طالب علمی سے سماجی سرگرمیوں میں مصروف رہے

ہیں اور انہوں نے خلق خدا کی خدمت کے لئے طب کا مقدس پیشہ اختیار کرنے کا فیصلہ کیا۔انہوں نے اپنے خاندان کے بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے عوامی خدمت کو اپنا شعار بنایا اور علاقے کے لوگوں کی بے لوث خدمت کرتے ہوئے نیک نامی حاصل کی۔ اس لئے جب اکتوبر 2002ء میں عام انتخابات کے موقع پر پاکستان مسلم لیگ (ق) نے انہیں قومی اسمبلی کی نشست کے لئے ٹکٹ دیا تو انہوں نے کامیابی حاصل کی اور علاقے کے عوام نے ان کا بھرپور ساتھ دیا۔ اس وقت وہ وفاقی پارلیمانی سیکرٹری برائے ریلوے کے عہدے پر کام کر رہے ہیں۔وہ قومی اسمبلی کی مجالس قائمہ برائے صحت اور ہاؤسنگ وورکس کے رکن ہیں۔ بطور رکن اسمبلی دفاع اور صحت ان کی ترجیحات کے شعبوں میں شامل ہیں۔فارغ اوقات میں شکار کھیلنا ان کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔وہ ابھی غیر شادی شدہ ہیں۔

سید ایاز علی شاہ شیرازی

این اے 237 ٹھٹھہ I

پاکستان مسلم لیگ (ق)

سید ایاز علی شاہ شیرازی 20 اگست 1976ء کو پیدا ہوئے۔انہوں نے ابتدائی تعلیمی مراحل کے بعد سندھ یونیورسٹی جامشورو (حیدر آباد) جیسی عظیم درسگاہ سے گریجویشن کیا اور اپنے آبائی پیشہ زراعت سے وابستہ ہو گئے۔ان کا تعلق ضلع ٹھٹھہ کی تحصیل سجاول کے معروف سید خاندان سے ہے جو پچھلی دو دہائیوں سے علاقے کی سیاست میں نمایاں کردار ادا کر رہا ہے۔

ایاز شاہ کے والد سید اعجاز علی شاہ شیرازی 1985ء سے 1997ء تک مسلسل پانچ مرتبہ سندھ اسمبلی کے رکن منتخب ہوتے رہے ہیں۔اس وقت وہ سندھ حکومت میں صوبائی مشیر کے عہدے پر فائز ہیں۔سید ایاز علی شیرازی کے بھائی سید شفقت حسین شاہ شیرازی 1986ء میں ضلع کونسل ٹھٹھہ کے چیئرمین منتخب ہوئے تھے جبکہ وہ 1987ء میں سینٹ کے رکن بھی منتخب ہوئے۔ وہ 1993ء میں آزاد امیدوار کی حیثیت سے اور 1977ء میں پاکستان پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے تھے۔گزشتہ بلدیاتی انتخابات میں وہ ٹھٹھہ کے ضلع ناظم منتخب ہوئے تھے۔

سید ایاز علی شاہ شیرازی اور ان کے خاندان نے علاقے کی ترقیاتی سرگرمیوں میں اہم کردار ادا کیا ہے یہی وجہ ہے کہ جب انہیں اکتوبر 2002ء کے عام انتخابات میں پاکستان مسلم لیگ (ق) نے قومی اسمبلی کی نشست کے لئے اپنا امیدوار نامزد کیا تو انہیں کامیابی ملی۔وہ بطور رکن قومی اسمبلی خزانے، خارجہ امور اور مواصلات کے شعبے ان کی ترجیحات میں شامل ہیں۔وہ قومی اسمبلی کی مجالس قائمہ برائے ہاؤسنگ اینڈ ورکس اور محنت و افرادی قوت اور سمندر پار پاکستانیوں کے رکن ہیں۔وہ شادی شدہ ہیں اور ایک بیٹی کے باپ ہیں۔

شیخ وقاص اکرم

این اے 89 جھنگ IV

پاکستان مسلم لیگ (ق)

شیخ وقاص اکرم 26 اگست 1976ء کو جھنگ میں پیدا ہوئے۔انہوں نے مقامی تعلیمی اداروں میں ابتدائی تعلیمی مراحل مکمل کرنے کے بعد پنجاب یونیورسٹی جیسی عظیم اور تاریخی درس گاہ سے گریجویشن کیا جس کے بعد وہ آسٹریلیا چلے گئے۔ انہوں نے وہاں کے معروف اداروں سے کمپیوٹر اور دیگر امور میں مہارت کے متعدد کورسز مکمل کئے۔وہ تجارت کے پیشے سے

وابستہ ہیں۔ان کا تعلق جھنگ کے معروف کاروباری اور سیاسی خاندان سے ہے جو علاقے میں اپنی روائتی شرافت' وضعداری اور عوام دوستی کے حوالے سے نہایت عزت و احترام کا مستحق گردانا جاتا ہے اور اس خاندان کے بیشتر افراد مختلف سیاسی' عوامی اور انتظامی عہدوں پر فائز رہ کر ملک و قوم اور علاقے کی خدمت کا اعزاز رکھتے ہیں۔

وقاص اکرم کے والد حاجی شیخ محمد اکرم بلدیہ جھنگ کے کونسلر رہے ہیں اور گزشتہ بلدیاتی انتخابات میں وہ تحصیل ناظم کے عہدے پر منتخب ہوکر اپنے علاقے کے عوام کی خدمت کرتے رہے ہیں۔اس خاندان کے نمایاں افراد کی کاوشوں سے ضلع جھنگ اور جھنگ شہر میں کئی اہم ترقیاتی منصوبے پایۂ تکمیل کو پہنچے جبکہ دیگر منصوبوں پر کام جاری ہے۔شیخ وقاص اکرم پچھلے دنوں تک جھنگ چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری کے منتخب صدر کی حیثیت سے کام کر رہے تھے۔ان کا شمار یہاں کی ممتاز کاروباری شخصیات میں ہوتا ہے۔جن کی کوششوں سے علاقے کی کاروباری وصنعتی سرگرمیوں کو فروغ حاصل ہوا ہے اور لوگوں کے لئے روزگار کے مواقع پیدا ہوئے ہیں۔

مولانا اعظم طارق کے قتل سے خالی ہونے والی نشست این اے 89 جھنگ iv پر 21 جون 2004ء کو ہونے والے ضمنی انتخابات میں پاکستان مسلم لیگ (ق) نے شیخ وقاص اکرم کو اپنا امیدوار نامزد کیا جس پر انہیں کامیابی ملی۔

طاہر بشیر چیمہ

این اے 190 بہاولنگر III

پاکستان مسلم لیگ (ق)

طاہر بشیر چیمہ 11 مئی 1960ء کو پیدا ہوئے۔انہوں نے ابتدائی تعلیمی مراحل صادق پبلک سکول بہاولپور میں مکمل کرنے کے بعد قائداعظم میڈیکل کالج میں ایم بی بی ایس کرنے کے لئے داخلہ لیا۔چار سال بعد انہیں تعلیمی سلسلہ منقطع کرنا پڑا۔ تاہم انہوں نے بعد میں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور سے بی اے کی ڈگری حاصل کی اور زراعت کا آبائی پیشہ اختیار کرلیا۔ان کا تعلق بہاولپور کے ایک معروف اور بااثر سیاسی خاندان سے ہے جس کے بیشتر افراد عوامی عہدوں پر منتخب ہوکر اپنے علاقے کی خدمت کرنے کا منفرد اعزاز رکھتے ہیں۔

طاہر بشیر چیمہ کے والد چوہدری بشیر احمد چیمہ سابق ریاست بہاولپور کی نمایاں ترین شخصیت تھے۔ وہ بہاولپور کی ریاستی اسمبلی کے رکن اور اسپیکر بھی منتخب ہوئے۔ انہیں بعد میں 1956ء میں پہلی ون یونٹ اسمبلی اور 1985ء میں پنجاب اسمبلی کا رکن منتخب ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔

طاہر بشیر چیمہ کے بھائی طارق بشیر چیمہ پنجاب اسمبلی کے رکن اور صوبائی وزیر کے منصب پر بھی فائز ہوئے۔پچھلے انتخابات میں کامیابی کے بعد وہ بہاولپور کے ضلع ناظم کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔

طاہر بشیر چیمہ 1988ء اور 1993ء کے عام انتخابات میں پاکستان پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے تھے۔پچھلے بلدیاتی انتخابات میں تحصیل چشتیاں (ضلع بہاولنگر) کے تحصیل ناظم بھی رہ چکے ہیں۔وہ ایک فعال اور متحرک سیاسی وسماجی رہنما ہیں جو کافی عرصے سے اپنے علاقے کی ترقیاتی اسکیموں کی تکمیل کے لئے سرگرم عمل ہیں۔2004ء میں بہاولنگر کے حلقہ این اے 190 سے قومی اسمبلی کے رکن اور وفاقی وزیر برائے محنت و افرادی قوت وسمندر پار پاکستانی عبدالستار لالیکا حرکت قلب بند ہوجانے سے انتقال کر

گئے۔ ان کی وفات سے خالی ہونے والی قومی اسمبلی کی نشست سے طاہر بشیر چیمہ کو پاکستان مسلم لیگ (ق) نے اپنا امیدوار نامزد کیا تو وہ بھاری اکثریت سے قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہو گئے۔

بشریٰ انور سپرا

289 خواتین پنجاب XVII

پاکستان مسلم لیگ (ق)

بشریٰ انور سپرا کا تعلق لاہور کے ایک انتہائی وضعدار اور معزز خاندان سے ہے انہوں نے مقامی تعلیمی اداروں سے اپنے تعلیمی مراحل امتیازی حیثیت سے طے کئے اور پنجاب یونیورسٹی جیسی عظیم دانش گاہ سے اردو میں ایم اے کی ڈگری حاصل کی۔ وہ ایک فعال و متحرک سماجی کارکن اور معروف شاعرہ کی حیثیت سے اپنی نمایاں شناخت رکھتی ہیں۔ انہوں نے عملی زندگی میں آنے کے بعد خلقِ خدا کی خدمت کو اپنا شعار بنایا۔ انہوں نے خواتین اور بچوں کے حقوق و مسائل کے لئے ہمیشہ آواز بلند کی اور اس کے لئے کسی مصلحت کو آڑے نہیں آنے دیا۔

بشریٰ انور سپرا کا کلام ملک کے مشہور علمی و ادبی جرائد اور اخبارات میں باقاعدگی سے شائع ہوتا رہا ہے۔ انہوں نے نعت گوئی میں بھی ملکہ حاصل کیا ہے اور نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے خواتین کی محافلِ نعت میں انتہائی خوش الحانی سے نعتیں پڑھ کر تحسین حاصل کی۔ انہوں نے عوامی خدمت کے بے لوث جذبے کے تحت سیاسی میدان میں آنے کا فیصلہ کیا اور پاکستان مسلم لیگ (ق) کو اپنی باقاعدہ سیاسی سرگرمیوں کے لئے منتخب کیا۔ ان کے خیال میں جنرل پرویز مشرف نے خواتین کے لئے بلدیاتی اداروں اور قومی وصوبائی اسمبلیوں میں کوٹہ مختص کر کے آبادی کے سب سے بڑے حصے کو قومی وملکی تعمیر وترقی میں شمولیت کا موقع دیا۔ جس کی وجہ سے ہزاروں خواتین اپنے طبقے اور صنف کی نمائندگی کرنے کے لئے منتخب ہوئیں۔

بشریٰ انور سپرا گزشتہ بلدیاتی انتخابات میں لاہور کی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ میں خواتین کی مخصوص نشستوں پر کونسلر منتخب ہوئی تھیں۔ انہوں نے اپنے مختصر دور میں اپنے علاقے میں کئی اہم ترقیاتی کام کرائے اور مزید ترقیاتی منصوبوں کی منظوری کے لئے کوشاں رہیں۔ اکتوبر 2002ء کے عام انتخابات کے بعد انہیں قومی اسمبلی میں خواتین کی مخصوص نشستوں پر پاکستان مسلم لیگ (ق) نے امیدوار نامزد کیا تو انہوں نے اس نشست پر کامیابی کا اعزاز حاصل کیا۔ انہیں ان کی ادبی، سیاسی اور سماجی خدمات کے حوالے سے وفاقی پارلیمانی سیکرٹری برائے ماحولیات مقرر کیا گیا اور وہ ابھی تک اس ذمہ داری کو خوش اسلوبی سے نبھا رہی ہیں۔ وہ قومی اسمبلی کی مجلس قائمہ برائے حکومتی یقین دہانیوں اور دیگر مجالس قائمہ کی رکن ہیں۔

بشریٰ انور سپرا معاشرے میں خواتین کو فعال اور تعمیری کردار ادا کرنے کا موقع دینے پر اصرار کرتی ہیں تاکہ وہ سوسائٹی کا کارآمد جزو بن کر اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کر سکیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ہمارے مذہب نے خواتین کو گھروں میں پابند نہیں کیا بلکہ جنگ اور امن کے زمانے میں ان کی خدمات سے فائدہ اٹھا کر آزادی کا پیغام دیا ہے۔ وہ ماحولیات کے مسئلے کو ملک کے اہم مسائل میں شمار کرتی ہیں کیونکہ ان کے خیال میں ہمارے ملک کی بڑھتی ہوئی آبادی بڑے شہروں پر اس کے دباؤ اور بدانتظامی نے ماحول کو شدید خطرے سے دوچار کر دیا ہے۔ وہ عوام میں

ماحولیات کے بارے میں شعور اور آگاہی کی مہم کے ذریعے اس مسئلے پر قابو پانے کی حامی ہیں۔ بشریٰ انور سپر اشادی شدہ ہیں۔

چوہدری ہارون قیصر

334 غیر مسلم II

پاکستان مسلم لیگ (ق)

چوہدری ہارون قیصر 9 جنوری 1971ء کو سرگودھا (پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ممتاز تعلیمی اداروں میں اپنے ابتدائی تعلیمی مدارج طے کئے اور مزید اعلیٰ تعلیم کے لئے امریکہ چلے گئے۔ انہوں نے میسوری انڈیپینڈنٹ یونیورسٹی (امریکہ) سے مارکیٹنگ میں ایم بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ وہ پیشے کے لحاظ سے ماہر تعلیم ہیں۔ ان کا تعلق ایک ممتاز مسیحی سیاسی خاندان سے ہے۔ جس کے کئی افراد اہم سیاسی و عوامی عہدوں پر منتخب ہونے کا اعزاز رکھتے ہیں اور ملک و قوم کی خدمت کے لئے مختلف محاذوں پر سرگرم عمل رہے ہیں۔ ان کا تعلق پاکستان مسلم لیگ (ق) سے ہے۔

چوہدری ہارون قیصر کے والد طارق سی قیصر ایک تجربہ کار سیاست دان اور ماہر پارلیمنٹیرین ہیں وہ پاکستان مسیحی پارٹی کے چیئرمین ہیں۔ وہ 1993ء، 1995ء اور 1997ء میں مسلسل تین بار مسیحیوں کے لئے مخصوص قومی اسمبلی کی نشست پر شاندار کامیابی حاصل کرنے کی ہیٹ ٹرک مکمل کر چکے ہیں۔

چوہدری ہارون قیصر کے چچا چوہدری رستم سی قیصر بھی شیخوپورہ کے اہم سیاسی و سماجی رہنما ہیں۔ وہ ڈسٹرکٹ کونسل شیخوپورہ کے رکن رہے ہیں۔ اور 1997ء کے عام انتخابات میں پنجاب اسمبلی کے رکن بھی منتخب ہوئے تھے۔

چوہدری ہارون قیصر نے اپنے والد کی رہنمائی میں سیاست شروع کی اور پاکستان مسیحی پارٹی کے جنرل سیکرٹری کی حیثیت سے اپنی کمیونٹی کی خدمت کرتے رہے۔ وہ ایک پرعزم، انتھک اور فعال و متحرک سماجی کارکن کے طور پر منفرد شناخت رکھتے ہیں۔ انہوں نے مختلف سماجی شعبوں میں خدمات انجام دی ہیں اور اقلیتی برادریوں خصوصاً مسیحی برادری میں زبردست پذیرائی اور مقبولیت حاصل کی ہے۔ وہ کرسچن ویلفیئر سوسائٹی سرگودھا کے رکن ہیں۔

ان کی سیاسی و سماجی خدمات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اکتوبر 2002ء کے عام انتخابات میں پاکستان مسلم لیگ (ق) نے انہیں اقلیتوں کے لئے مخصوص نشستوں پر اپنا امیدوار نامزد کیا جس پر انہیں شاندار کامیابی ملی۔ بطور رکن قومی اسمبلی وہ تعلیم، قانون اور اقلیتوں کی بہبود کو اپنی ترجیحات میں شامل کرتے ہیں۔ وہ قومی اسمبلی کی مجالس قائمہ برائے نجکاری، سائنٹفک و ٹیکنالوجی ریسرچ، اقلیتوں اور اطلاعات و نشریات کے رکن ہیں۔ وہ برطانیہ، کینیڈا اور امریکہ کے دورے کر چکے ہیں۔ وہ مطالعے اور موسیقی کے شوقین ہیں۔

شہزادی عمرزادی ٹوانہ

283 خواتین پنجاب XI

پاکستان مسلم لیگ (ق)

شہزادی عمرزادی ٹوانہ 9 نومبر 1960ء کو سرگودھا (پنجاب) میں پیدا ہوئیں۔ انہوں نے معروف تعلیمی اداروں سے اپنے ابتدائی و ثانوی تعلیمی مراحل مکمل کرنے کے بعد 1981ء میں کنیرڈ کالج لاہور سے گریجویشن کیا۔ وہ پیشے کے لحاظ سے زراعت کے شعبے سے منسلک ہیں۔ ان کا تعلق سرگودھا کے ٹوانہ خاندان سے ہے جس کے بیشتر افراد مختلف شعبہ ہائے زندگی میں

نمایاں خدمات انجام دینے کا اعزاز رکھتے ہیں۔ جن میں سیاست بھی شامل ہے۔ یہ خاندان اپنی روایتی شرافت و نجابت اور وضع داری کے حوالے سے مخصوص و منفرد شناخت کا حامل ہے۔

شہزادی عمر زادی ٹوانہ نے اپنے دیگر اہل خاندان کی طرح عوامی خدمت کے جذبے کے ساتھ سیاست کے میدان میں قدم رکھا اور پاکستان مسلم لیگ (ق) سے وابستگی اختیار کی۔ انہوں نے سیاست کے ساتھ ساتھ سماجی خدمت کے شعبے کو اپنی ترجیحات میں شامل کیا۔ وہ غریبوں' ضرورت مندوں اور مستحق لوگوں کی مدد کے لئے پیش پیش رہتی ہیں۔ انہوں نے ایسے اداروں کی خاص طور پر معاونت کی ہے جو سماجی بھلائی اور رفاہی کاموں میں مصروف عمل ہیں۔ انہوں نے ذاتی اور اجتماعی سطح پر عوام کے مسائل حل کرانے کے لئے اپنی بھرپور کوشش جاری رکھی ہوئی ہے اور ان کی کاوشوں سے تعلیم' صحت اور خواتین کی بہبود و ترقی کے حوالے سے کئی اہم اسکیمیں اور منصوبے شروع ہوئے ہیں۔

شہزادی عمر زادی ٹوانہ منتخب جمہوری اداروں میں خواتین کے لئے نشستیں مخصوص کرنے کے عمل کو خوش آئند سمجھتی ہیں۔ ان کے نزدیک خواتین کو ان اداروں میں نمائندگی کا موقع دے کر ملک کی ترقی و خوشحالی میں اپنا کردار ادا کرنے کی سہولت دی گئی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ آج کے دور میں کسی بھی ملک یا قوم کی ترقی اور تعمیر کے لئے ہر فرد کا کردار خاصا اہم ہو چکا ہے۔ قومی و صوبائی اسمبلیوں اور بلدیاتی اداروں میں خواتین کی شمولیت سے ان کی بہت حوصلہ افزائی ہوئی ہے۔ اس سے خواتین کی سیاسی و پارلیمانی تربیت ہوگی اور آئندہ وہ خود اعتمادی کے ساتھ عام نشستوں پر انتخابات میں حصہ لینے کے قابل ہو جائیں گی۔

اکتوبر 2002ء کے عام انتخابات کے موقع پر پاکستان مسلم لیگ (ق) نے شہزادی عمر زادی ٹوانہ کو پنجاب سے قومی اسمبلی کے لئے خواتین کی مخصوص نشستوں پر اپنا امیدوار نامزد کیا تو انہوں نے کامیابی حاصل کی۔ بطور رکن قومی اسمبلی وہ مواصلات' تعلیم' قانون اور خواتین کی ترقی کے شعبوں کو اپنی ترجیحات میں شامل کرتی ہیں۔ وہ ایوان کی کاروائی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہیں اور ان شعبوں کے حوالے سے مختلف تجاویز و آراء پورے تسلسل کے ساتھ پیش کرتی رہتی ہیں۔ وہ قومی اسمبلی کی مجالس قائمہ برائے منصوبہ بندی و ترقی' مقامی حکومت و دیہی ترقی اور خوراک و زراعت اور لائیو اسٹاک کی رکن ہیں۔ وہ برطانیہ' امریکہ' ترکی اور سعودی عرب سمیت کئی ممالک کے دورے کر چکی ہیں۔

ان کے پسندیدہ مشاغل میں مطالعہ و سماجی کام شامل ہیں۔ وہ شادی شدہ ہیں اور ایک بیٹے اور ایک بیٹی کی ماں ہیں۔

☆☆☆☆☆

☆☆☆☆

''فورٹ منرو'' ایک پر فضا پہاڑی مقام

فطری جمال سے مالا مال خوش نظر مناظر کی جنتِ ارضی

غلام قاسم مجاہد قیصرانی بلوچ

اپریل مئی سے برصغیر پاک و ہند بالخصوص سندھ اور پنجاب کے میدانی وصحرائی علاقوں کو حدتِ آفتاب اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔ پختہ شاہراہیں، گلیاں، گنجان آبادی اور سیمنٹ کے پختہ مکانات تپشِ آفتاب سے مزید گرم ہو کر حرارت میں اضافے کا باعث بنتے ہیں۔ حبس اور گرمی سے انسان پسینے میں شرابور اور پرندے و جانور ہانپنے پر مجبور۔ ایسے میں ذی حیات کو سرد مقامات کی طلب ہوتی ہے۔ سفری طیور اور کونج سائبیریا کوچ کر جاتے ہیں۔ انسان مصنوعی سہاروں یعنی پنکھوں، کولروں اور ایئر کنڈیشنروں سے کام لیتا ہے۔ پھر بھی اضطراب برقرار رہے، تو صحت افزا مقامات کی طرف کشاں کشاں سدھارتا ہے۔ برصغیر میں قدرت کی عنایت خاص اور کرم فرمائی سے ایسے خوش گوار و خوش نظر مناظر و مقامات کی کمی نہیں۔ ہندوستان میں شملہ، ڈلہوزی، نینی تال، دارجلنگ، نیل گری، گندور جبکہ پاکستان میں کوہ مری، کاغان، کالام، چترال، گلگت، سوات، کوئٹہ، زیارت، قلات، ہربوئی اور فورٹ منرو جیسے مقامات موسم بہار کا بھرپور لطف فراہم کرتے ہیں۔

پاکستان میں فورٹ منرو جنوبی پنجاب کا کوہ مری اور ملکہ کوہسار ہے جہاں موسم گرما کے باوجود فرحت وسکون کا موسم میسر آتا ہے۔ اس علاقے کا تذکرہ 'پریوں' کے بارے میں ایک بلوچی نظم میں ملتا ہے جو کشور قلات کے فرماں روا، میر مندو نے اس علاقے کی دل کشی سے متاثر ہو کر کہی تھی۔ یہ وہی میر مندو ہیں جو مشہور رومانوی داستان حانی شیخ مرید، کے کردار 'حانی' کے والد گرامی ہیں۔ یہی حانی بعد میں امیر بلوچستان میر چاکر رند کی سلطانہ بنی تھی۔

فورٹ منرو کی ہم دوش قریبی برف پوش چوٹیاں 'ہک باہی، اور بیل پترا (برگ)، ہیں۔ شیریں سخن میر مندو کہتے ہیں: (ترجمہ)

پرسوں میں ثمر دار باغوں والے بیلہ سے
صبح گاہی اپنے دولت کدے سے روانہ ہوا
کہ ہک باہی (فورٹ منرو) کے
دل کشا منظر دیکھوں اس انگورستان کے انگور،
کوہ پر پک کر اب داکھ و کشمش بن چکے ہیں۔
انار اپنے برگ سبز اور جنتی دانوں کے ساتھ
موجود ہیں۔
ہرنوں اور کوہستانی طیور نے انھیں کھایا ہے
یہ بھوکے بازوں اور کبوتروں کی خوراک ہیں
اس فراز کوہ پر آسمانی رب اور فرشتے مہربان
ہیں
اب دور چوٹی پر 'پریوں' نے آگ روشن کی
ہے

(پوری نظم ایم لانگ ورتھ ڈیمز کی انگریزی

کتاب 'بلوچوں کی مقبول شاعری' (Popular poetry of Balochs) میں دیکھی جا سکتی ہے)

فورٹ منرو ملتان، ڈیرہ غازی خان، کوہلو اور لورالائی کے درمیان ۷۰ درجے طول بلد اور ۲۹ء۹ درجے عرض بلد پر واقع ہے۔ مقامی طور پر اس کی بلندی ۶۴۷۰ فٹ ہے۔ سرویئر جنرل آف پاکستان کے نقشے پر اس کی بلندی ۱۹۳۹ میٹر (۶۳۶۲ فٹ) درج ہے۔ اس کی ہم دوش چوٹیاں ٹک باہی اور بیل پتر پوادھ بالترتیب ۲۲۷۴ میٹر (۷۴۶۱ فٹ) اور ۲۳۲۸ میٹر (۷۶۳۹ فٹ) بلند ہیں۔ ان کے مقابل کوہ مری ۲۲۰۷ میٹر (۷۲۴۲ فٹ) کی بلندی پر واقع ہے۔

عصر بعید میں فورٹ منرو کے علاقے میں پہلے افغان آباد تھے مگر ۲۳ جولائی ۱۵۵۵ کو سلطان بلوچستان میر چاکر رند نے دہلی فتح کر کے مغل بادشاہ، ہمایوں کو تخت پر بٹھایا، تو بلوچوں کی کثیر تعداد سیوستان سے مشرق کی طرف پیش قدمی کرنے لگی جہاں کوہ سلیمان و فورٹ منرو کے علاقوں میں افغان ان کی تاب نہ لا کر کوچ کر گئے۔ تقریباً ساڑھے چار سو سال سے اس علاقے میں اب قیصرانی، بزدار، لنڈ، کھوسہ، لغاری، گورچانی، دریشک اور مزاری بلوچ قبائل آباد ہیں۔

سکھوں نے پنجاب پر قبضہ کے بعد اس کوہستانی علاقے پر حملہ کیا مگر سکھ فوج شکست سے دوچار ہو کر پسپا ہو گئی۔ ۴۹-۱۸۴۸ء میں انگریزوں کی آمد ہوئی۔ انہوں نے 'فارورڈ پالیسی' یعنی رفتہ رفتہ علاقے ہتھیانے کی روش جاری رکھی جسے اہل بلوچستان نے اپنی آزادی میں مداخلت تصور کیا اور وہ بھرپور مزاحمت کرتے رہے۔ میر محراب خان ۱۸۳۹ء میں شہید کر دیئے گئے۔ اس 'خانِ قلات' کو 'بلوچستان کا ٹیپو سلطان' کہا جاتا ہے۔ پھر سندھ میں تالپور بلوچ امیران کو میانی کی جنگ میں شکست دے کر اقتدار سے محروم کر دیا گیا۔

بلوچستان کے قبائلی علاقے کے مقام فورٹ منرو کا قدیم بلوچی نام 'لولرھی' اور 'اناری مولھ' تھا۔ لوہ بہ معنی سخت اور لرھی بہ معنی ناقابلِ عبور چٹان جب کہ اناری مولھ کے معنی 'انارستان کا کوہ پارہ' بنتے ہیں۔ دراصل یہاں قدیم ایام سے دست قدرت نے انار کاشت کر رکھے تھے۔ ۱۸۶۷ء میں ضلع ڈیرہ غازی خان کے ڈپٹی کمشنر سنڈیمن نے کوہستانی بلوچ قبائل کے حملوں کی روک تھام کے لیے کوہ سلیمان پر سرحدی چوکیاں تعمیر کرنے اور یورپی افسروں کی موسم گرما میں رہائش کے لیے صحت افزا مقام تلاش کرنا شروع کیے۔ بالآخر ۱۸۸۰ء میں اس نے لوہ لرھی کے مقام پر ایک چھوٹا سا قلعہ تعمیر کروایا اور اسے کمشنر ڈیرہ جات ولیہ 'کرنل منرو' کے نام منسوب کیا اس قلعہ کے آثار اب بھی یہاں دیکھے جا سکتے ہیں۔

۱۸۸۶ء میں فورٹ منرو کی طرف جانے والی سڑک کی تعمیر کا آغاز ہوا۔ اول اول لھڑی چٹانیں کاٹ کر ایک تنگ سڑک بنائی گئی جسے بعد میں بارکھان اور لورالائی تک وسعت دی گئی۔ قیام پاکستان کے بعد افواج پاکستان کے جوانوں نے اسے بہتر بنایا۔ گزشتہ برسوں میں سردار فاروق احمد خان لغاری نے اپنے دورِ صدارت میں اسے کشادہ کروایا اور اب یہ سڑک لورالائی، ژوب، کوئٹہ، چمن کے علاوہ افغانستان و ایران مال لے جانے کے سلسلے میں تجارتی شاہراہ کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ بلوچستان سے پھلوں اور سبزیوں سے لدے ڈالے اسی پر چلتے اور ٹرکوں کے آہستہ خرام کاروان اسی راستے ڈیرہ غازی خان جاتے

ہیں۔ پنجاب کا سامان تجارت اسی راستے بلوچستان افغانستان اور ایران پہنچتا ہے۔

قدرت کا شاہکار فورٹ منرو، ابر پوش، سایہ نشیں، حاملِ پھلوار و سبزہ زار، عطر بیز بادِ نسیم کے جھونکوں سے مالا مال اور حسنِ فطرت سے سرمایہ دار ایسا ایوانِ رفعت ہے جو برس ہا برس تک انگریز افسروں کا گرمائی صدر مقام اور کاشانہ اقامت رہا۔ اب دفاعی لحاظ سے یہ پاکستان کا ایک پرشوکت، پرہیبت پربت اور نشانِ عظمت ووقار ہے۔ یہ شاد و آباد مقام گزشتہ سوا صدی سے مہم جوؤں، سیاحوں، اساتذہ، انتظامی افسروں، سرداروں، نوابان اور عوام کی توجہ کا مرکز بنا ہوا ہے۔

ڈیرہ غازی خان سے فورٹ منرو اڑھائی تین گھنٹے کی مسافت پر ہے۔ قصبہ سخی سرورؒ سے کوہستانی سلسلہ کا آغاز ہوتا ہے۔ اس مقدس مقام کو فورٹ منرو کا باب داخلہ کہہ سکتے ہیں۔ ہر سال گیارہ اپریل کو یہاں سخی سرورؒ کا میلہ دھوم دھام سے منعقد ہوتا ہے۔ آگے علاقہ راکھی گارج اور گڑدو کی چڑھائی شروع ہوجاتی ہے۔ پھر کھرتھل کی وادی صغیر میں ورود ہوتا ہے جو فورٹ منرو سے تین میل کے فاصلے پر ہے۔ اسے کھرڑتھل بھی کہتے ہیں۔ کھر بہ معنی سطح یعنی وہ مقام جہاں خانہ بدوشوں کے خرچرنے کے لئے آکر رک جاتے ہیں۔ کھر۔ اڑکا مطلب ہے خرکو روک لینے والی جگہ۔

کھرتھل سے ہی فورٹ منرو کے باغ و راغ اور تعمیراتی رونقیں سفرا فروز ہونا شروع ہوتی ہیں۔ بالآخر بل کھاتی ہوئی سڑک چوٹی پر پہنچ کر پھر مشرق کی جانب کچھ فاصلے تک اتر جاتی ہے جہاں، فیملی ان ہوٹل، واقع ہے۔ آپ فورٹ منرو پہنچ گئے۔

فورٹ منرو سے مشرقی ڈھلان کی سمت ایک میل دور ڈیمز جھیل (Dames Lake) واقع ہے جس میں سیڑھیاں اتر کر جانا پڑتا ہے۔ جھیل میں کشتی چلانے کا کبھی کبھی اہتمام ہوتا ہے۔ یہ جھیل اس ایم لانگ ورتھ ڈیمز کے نام سے موسوم ہے جو ڈیرہ غازی خان کے ڈپٹی کمشنر اور بلوچی زبان وادب کے بے نظیر مستشرق تھے۔ انھوں نے دل پذیر بلوچی مصحف ایشیاٹک سوسائٹی بنگال اور فوک لو سوسائٹی لندن سے رومن بلوچی میں زیور طباعت سے آراستہ کر کے محفوظ کیے۔ یہ آخر الایام تا دوام اس مقام فورٹ منرو کے گوشہ خاک کے مکین ہوئے۔

ڈیمز جھیل کے ساتھ ایک گلستان ہے۔ انھی گلشن کی تزئین و آرائش و زیبائش خود انگریزوں اور ان کی میموں نے کی جو یہاں محوِ گل گشت ہوتے تھے۔ ان میں مسز ہاجکنز (Hodgkins) قابل ذکر ہیں، جو ان گل ہائے رنگا رنگ اور برگ ہائے سبز کی موسم سرما میں بھی خود نگرانی وحفاظت کرتی تھیں۔ گل کاری کے لیے انگریز اندرون ہندوستان اور انگلستان سے بیج منگوانے کا اہتمام کرتے۔ فورٹ منرو کو اول اول آباد کرنا خاصا مشکل رہا۔ ڈاک پیدل لائی جاتی۔ پانی خچروں پر لاد کر لایا جاتا۔ پھر تالاب بنائے گئے۔ ازاں بعد پمپ کے ذریعے پانی دامن کوہ سے فراہم کیا جاتا۔ اب ٹیوب ویلوں کی تنصیب نے یہ مسئلہ کسی قدر حل کر دیا ہے۔

ڈیمز جھیل کے قریب ہی پہاڑی اناری مولھ ہے۔ یہاں اگر چیئر لفٹ کا اہتمام ہوجائے تو فورٹ منرو کی رونقوں کو چار چاند لگ جائیں۔ علاقے کا قابل دید قدرتی منظر ترمن آبشار ہے جہاں صد ہا فٹ بلندی سے قطرہ قطرہ آب نیچے ٹپک کر سنگی قدح کو معمور کرتا ہے۔ روایت ہے کہ یہ سنگی پیالہ ایک بزرگ علی محمد خان لغاری نے چلہ کشی کے دوران تیار کیا تھا۔

یہیں مشرق کی طرف ایک پگڈنڈی سے لوگ پیدل چوٹی شہر جاتے ہیں جو سردار فاروق احمد خان لغاری کا آبائی قصبہ ہے۔ فورٹ منرو کے غرب میں ایک پہاڑ 'پارہ گنجی' واقع ہے جہاں مواصلاتی تنصیبات اور عسکریوں کی قیام گاہیں ہیں۔ وہاں سے اندرون بلوچستان کے دور افتادہ مقامات کا نظارہ کیا جاسکتا ہے۔ کھرتھل سے نیچے سڑک بواٹہ چیک پوسٹ جاتی ہے جو پنجاب کی آخری سرحد ہے۔ یہاں ٹرکوں، ڈالوں اور ویگنوں کے قافلے ہمہ دم رواں دواں رہتے ہیں۔

فورٹ منرو اور علاقے کے سرکاری باغات میں سیب، خوبانی، آڑو، ناشپاتی، چلغوزہ اور پیپل وغیرہ کے درخت اپنا حسن و جمال دکھاتے ہیں۔ فورٹ منرو کے قابل دید کاخ و مکانات خوش نما ہیں۔ بلوچ جرگہ ہال، قلعہ منرو، ڈپٹی کمشنر ہاؤس جس کے صدر دروازے پر 'منرو ہاؤس' رقم ہے، پولیٹیکل اسسٹنٹ ہاؤس جس پر 'فارورڈ پالیسی' کے کامیاب دانش ورسنڈیمن کی تختی نصب ہے، مزار حضرت مانڑاں، یورپی خواتین و بچگان اور بڑوں کی قبور، بلوچ سردار ان کے قصر و اقامت گاہیں بشمول سردار فاروق احمد خان لغاری، سردار علی خان کھوسہ، عفیفہ ممدوٹ سیاحوں کی تسکین کا سامان ہیں۔

قبائلی علاقہ ہونے کی بنا پر فورٹ منرو کا انتظام بارڈر ملٹری پولیس (BMP) کے پاس ہے۔ امدادی فوج بلوچ لیوی ہے۔ یہاں اسلحہ عام ملتا ہے کہ دیگر قبائل سے خطرہ ہونے کے ساتھ بلوچ اسے اسلامی ورثہ اور فرض وسنت کا درجہ دیتے ہیں، البتہ کوئی قتل کرے تو اس پر ناجائز اسلحہ کی دفعہ لاگو کی جاتی ہے۔ یہاں چینی اور روسی ساخت کی رائفلیں دستیاب ہیں۔ نشانہ بازی کا عام رواج ہے۔ سیاح بھی نشانے لگا کر اپنے ذوق کی تسکین کرتے ہیں۔

مقامی طور پر لوگ 'بلوچی' بولتے لیکن اُردو، جاٹکی اور پشتو بھی سمجھ اور بول سکتے ہیں۔ سادگی، تعاون کا مزاج اور مہمان نوازی ان کا طرۂ امتیاز ہے۔ اکثر لوگ باریش ہوتے ہیں تاہم کئی نوجوان اب صفا چٹ نظر آتے ہیں۔ پگڑی، شلوار قمیض، بلوچی چپل یہاں کا پہناوا ہے۔ یہاں شاخ بجارانی، جاڑانی اور ہدیانی لغاری آباد ہیں۔ ان ہی لوگوں کے ہاتھ میں یہاں کا بیشتر کاروبار ہے۔

فورٹ منرو کی گہما گہمی چودہ اگست کو دیدنی ہوتی ہے جب سرکاری طور پر یہاں میلہ اور جلسہ کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ لوگ دور دراز سے مال فرخت کرنے اور نمائش لگانے آتے ہیں۔ یہ میلہ لوگوں کے روزگار کا وسیلہ ہے۔ اس موقع پر مختلف کھیلوں مثلاً گھڑ دوڑ، نیزبازی، نشانہ بازی، کشتی، والی بال، باسکٹ بال اور ٹینس کا اہتمام ہوتا ہے۔ سبز چائے، قاق، پھرانی، سجی اور لاندہ حسب موسم خوش ذائقہ اور لذیذ اشیائے خورونوش ہیں۔ بلوچی موسیقی، جھومر اور بلوچی رقص بھی خاص پہچان ہیں۔

بیشتر لوگ ناخواندہ ہیں۔ خواتین تو اکثر اَن پڑھ ہیں۔ کارخانے کم ہونے کے باعث روزگار کے مواقع کم ہیں۔ انگریزوں نے بیسویں صدی کے آغاز میں یہاں سوڈا واٹر فیکٹری قائم کی تھی، اب وہ بھی بند ہوچکی ہے۔ بے روزگار نوجوان شہروں کا رُخ کرتے اور کچھ بیرون ملک قسمت آزمائی کے لیے چلے جاتے ہیں۔ فورٹ منرو میں کئی مواقع پر سکاؤٹس، صوبائی اور قومی کھیلوں کے مقابلوں کا انعقاد ہوتا ہے۔

جنگلی حیات کے حوالے سے بھی یہ علاقہ خاصا پُرکشش ہے۔ فورٹ منرو کے شمال اور جنوبی علاقوں میں کبوتر، سیسی، چکور،

بٹیر، فاختہ، بلبل، تِوار، باز، ہما وغیرہ پائے جاتے ہیں۔ کبھی شیر، چیتا، ریچھ، بھیڑیا، لگڑ بگا، گیدڑ، لومڑ، گورپٹ، سیہ، جھر بلا، نیولہ، دڑکھ، گوہ، باغار، سانپ وغیرہ بے شمار ہوتے تھے لیکن اب سب ناپید ہوگئے ہیں۔ ہرنوں کے گلّے بھی جا بجا نظر آتے، راقم نے خود ایک ہرن شکار کیا مگر اب کم یاب ہیں۔ خرگوش بھی کہیں کہیں دستیاب ہیں۔ پالتو جانوروں میں شترا، اسپ، خچر، بیل، گائے، بکری، بھیڑ، ہر جگہ دعوت نظارہ دیتے ہیں۔ نباتات میں انگور، انار، گرگل، زیتون، پیلو، بیر، پطریق، لسوڑہ، گز، کھور اور جنڈ وغیرہ کے درخت و بوٹے بکثرت موجود ہیں۔

معدنیات کے حوالے سے یہ علاقہ 'گنج خانہ' ہے۔ کبھی یہ کوہستانی سلسلہ سمندر کی تہہ ہوتا تھا۔ سمندری ریت کی تہیں جم کر اب پہاڑوں کی صورت اختیار کر چکی ہیں، اس لیے راکھی گارج سے آگے قسم قسم کے پہاڑ نظر آنے لگتے ہیں یعنی رنگ برنگے مثلاً سفید، سرخ، زرد، سیاہ، نیلا، سبز، بھورے وغیرہ۔ دال ہن (جہاں حتف ۵ کا کامیاب تجربہ کیا گیا) کے مقام پر غیر ملکی ماہرین ارضیات نے وہیل مچھلی کا مجر ڈھانچہ تلاش کیا۔ راقم نے چھ کروڑ سال قدیم ٹیپئر (Tapier) کا دنیا میں سب سے بڑا دانت تلاش کیا۔ دیگر ارضی و بحری حیات کے بے شمار مجرات بھی موجود ہیں، یہی وجہ ہے یہاں بہترین اقسام کی معدنیات دستیاب ہیں۔

پاکستان میں تیل اور گیس کا سب سے بڑا ذخیرہ ڈیہوڈوکھ (Deho Dok) تمن قیصرانی میں موجود ہے۔ اس کے علاوہ سیمنٹ کے پتھر، یورینیم ۲۳۸، جپسم، کوئلہ، لوہا، سونا، سرمہ، گیری، شیشے کی ریت، عام خاک، سرکی مٹی، بجری، روڑہ، پتھر، گندک وغیرہ کا بیش بہا انبار بھی موجود ہے۔ معدنیات کے حوالے سے گویہ علاقہ پاکستانی معیشت کے استحکام میں بے مثل طاقت کا کردار ادا کر رہا ہے لیکن مقامی لوگ شکایت کناں ہیں کہ انھیں آئل اینڈ گیس ڈویلپمنٹ کارپوریشن، ڈی جی سیمنٹ فیکٹری، ایٹمی پلانٹ کے مقامی کارخانوں میں مناسب ملازمتیں نہیں دی جا رہیں۔

اس پورے قبائلی علاقہ میں کوئی تجارتی تکنیکی اسکول یا کالج نہیں حتیٰ کہ بلوچی زبان کی بہ حیثیت مشرقی زبان تدریس کے لیے ڈیرہ غازی خان کالج میں ایک لیکچرار کی بھی نشست موجود نہیں۔ ضروری ہے کہ اس قبائلی علاقے کی ترقی کے لیے براہِ راست رقوم خرچ کی جائیں بصورتِ دیگر کئی صدیوں تک اس علاقے سے غربت، جہالت اور بیماریوں کا خاتمہ ناممکن ہے۔

☆☆☆☆☆

☆☆☆☆

اکیسویں صدی کے معجزات

ڈاکٹر مطیع اللہ خان

دمہ کا علاج

ایک زمانے میں دمہ کا مرض خراب گھریلو حالات کا شاخسانہ سمجھا جاتا تھا اور بچوں کی والدین سے علیحدگی اس کا شافی علاج! لیکن سائنس دان اب جان چکے ہیں کہ دمہ ایک ایسا مرض ہے جو سانس کی نالیوں میں سوزش کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اور جس سے ہر سال لوگوں کی بہت بڑی تعداد متاثر ہوتی ہے اور اب سائنس دان اس کا علاج ایسے طریقوں سے ڈھونڈ رہے ہیں جو سوزش کے عمل کو روک کر اس کے نتائج ظاہر ہونے سے قبل ہی ختم کر دے۔ اس مرحلہ وار سوزش کے عمل کے راستے میں مختلف جگہوں پر رکاوٹیں پیدا کر کے وہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ مریض کو کھانسی، سینے میں گھٹن اور سانس میں رکاوٹ جیسی تکلیف دہ علامات سے نجات دلا سکیں گے۔

ایسی کئی طرح کی ادویات پہلے ہی بازار میں آ چکی ہیں، جیسے مختلف کھائی جانے والی اور سانس کے ذریعے اندر کھینچ لی جانے والی خلاف سوزش ادویات۔ اگلا قدم اب مریضوں کے خراب مدافعتی نظام کو قابو میں کرنے والی ایک دوا جو خلاف ضد جسم ای (Anti igE) کہلاتی ہے اور ضد جسم ای (Antibody E) کے خلاف کام کرتی ہے۔ یہ ایک ایسی اینٹی باڈی یا ضد جسم ہوتی ہے جو دمہ کی سوزش میں مرکزی کردار ادا کرتی ہے۔ سانس کے ذریعے اندر جانے والے بے ضرر اجسام جیسے پھول کے زردانوں یا دھول میں پائے جانے والے چھوٹے چھوٹے کیڑوں کو ایک صحت مند مدافعتی نظام نظر انداز کر دیتا ہے، مگر دمہ کے مریضوں میں ضد جسم ای ان کے ساتھ شدید ردعمل ظاہر کرتی ہے اور یوں کئی کیمیائی مادے خارج ہوتے ہیں جو سانس کی نالیوں میں سوزش پیدا کرتے ہیں۔ کوئی دوا جیسے Antihistamine جو ان میں سے کسی ایک مادے کے خلاف کام کرتی ہو، وہ بے اثر رہتی ہے کیونکہ کوئی دوا ان سب مادوں کے خلاف کام نہیں کرتی۔

لیکن igE کے خلاف کام کرنے والی دوا چونکہ شروع سے ہی حملہ آور ہونے یعنی زود حسی تعامل سے روک دیتی ہے اس لئے یہ عمل آگے نہیں چل پاتا اور یوں دمہ کے اثرات ظاہر ہونے سے پہلے ہی مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ امید ہے جلد ہی یہ دوا عام استعمال کے لئے منظوری حاصل کر لے گی۔

مدافعتی نظام کی درستی کے ذریعے

دمہ کے علاج کے سلسلے میں کئی نت نئے طریقے بھی ابھی تجرباتی مراحل میں ہیں، مثلاً بعض سائنس دانوں کا خیال ہے کہ بعض اقسام کا دمہ ایک وائرس کے حملے کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے۔ چنانچہ وائرس کے حصے کو کچھ متغیر حالت میں لا کر ایک ویکسین بنائی گئی

ہے جو تجرباتی جانوروں کو دمہ کے حملے سے محفوظ رکھنے میں کامیاب ہوئی۔ ہے اور امید ہے کہ انسانوں میں بھی کارآمد ثابت ہو گی۔ ایک تجربہ کے مطابق جب عضلات میں انجکشن کے ذریعے خالص DNA داخل کیا جاتا ہے تو اس کے ردعمل کے طور پر خلیات سے ایسے مادے خارج ہوتے ہیں جو مدافعتی نظام کے ردعمل کو کمزور کر دیتے ہیں۔

مصنوعی دل

ہمیشہ کے لئے کمزور ہونے والے دل کے مریض کے لئے بہتری کی کوئی زیادہ امید نہیں ہوتی۔ صرف چند خوش قسمت مریض ایک نئے صحت مند دل کی پیوندکاری کے نتیجے میں پھر سے بہتر محسوس کرنے لگتے ہیں مگر اکثر دوسرے اپنی زندگی کے باقی ماندہ ایام نہایت تھکاوٹ کی حالت میں بستر پر گزارتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ کسی مریض کے لئے موزوں اور صحت مند دل رکھنے والے شخص کی بروقت موت، جو دل کا عطیہ بھی دینا چاہتا ہو، ایک نہایت اتفاقی سانحہ ہو سکتا ہے لیکن اب ایک نیا اور متبادل طریق کار جلد مل سکے گا۔ امریکہ کے پانچ ہسپتالوں کی سرجیکل ٹیم جلد ہی مریضوں کے معدوم ہوتے دلوں کو پلاسٹک اور ٹائٹانیم سے بنے اور بیٹری سے چلنے والے مصنوعی دل سے بدلنے کا وہ معرکتہ آلارا آپریشن کرنے والی ہے جس سے صورت حال بالکل بدل جائے گی۔ یہ مریض پہلے تو گائے کے بچھڑے ہوں گے جن کے سینے میں تقریباً انسان کے سینے کے برابر جگہ ہوتی ہے لیکن عنقریب انسانوں پر بھی یہ تجربہ کردیا جائے گا۔

دو طرح کے مصنوعی دل ابھی تیاری کے مراحل سے گزر رہے ہیں۔ دونوں آلات جسامت میں حقیقی دل کے برابر پوری طرح سے جسم میں سمو دیئے جانے کے قابل ہیں مگر دونوں میں خون کو آگے کی سمت دھکیلنے کے لئے مختلف طریقہ کار استعمال کیا گیا ہے۔ ان میں سے ایک میں تو اس مقصد کے لئے پانی کے دباؤ کی قوت استعمال ہوتی ہے جبکہ دوسرے میں یہ کام ایک پسٹن نما آلے سے لیا گیا ہے۔ ان دونوں کے اندر ایسے حساسے اور مائیکرو پروسیسرز موجود ہیں جو جسم کی ضرورت اور بلڈ پریشر کے مطابق ان کے دھڑکنے کی رفتار کو کم یا زیادہ کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان دونوں میں ایسے آلات ترسیل بھی موجود ہیں جو ڈاکٹروں کو فون پر ان کی کارکردگی جانچنے کے قابل بنا دیتے ہیں۔

یہ نئے مصنوعی دل اپنی پہلی پیش رو اقسام سے چھوٹے اور کم آواز ہیں جو ہوا کے دباؤ سے کام کرتے تھے۔ ان میں انفیکشن اور اندر خون کے لوتھڑے جمنے اور پھر دماغ میں جا کر فالج کرنے کا امکان پرانے ساختہ آلات جیسے جاروک 7(Jarvik-7) کی نسبت نہایت کم ہو گیا ہے۔ مزید یہ کہ مریض کو بڑے سے ہوا کے کمپریسر کے ساتھ بندھے رہنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ جو ان پرانے آلات کو دھڑکنے کے لئے باہر سے قوت فراہم کرتے تھے۔ اس کے بجائے ان کو محض اپنے کندھوں یا بیلٹ کے ساتھ ایک بیٹری باندھنا پڑے گی۔ جس کو ضرورت پڑنے پر بار بار چارج کیا جا سکے گا۔ یہ بیٹری جلد کے نیچے پیوستہ تاروں کے ذریعے دل کو توانائی فراہم کرے گی۔ دل کے اندر موجود ایک چھوٹی بیٹری جو کہ صرف ایک گھنٹہ کے لئے توانائی فراہم کر سکتی ہے، مریضوں کو اس قابل بنا سکے گی کہ وہ نہا لیں یا تیراکی کر لیں۔

یہ آلات اب اپنی تیاری کے آخری مراحل میں ہیں جبکہ ان کی کارکردگی اور پائیداری کو جانچا جا رہا ہے انہیں تیار کرنے والی ٹیم کے ایک رکن ایلن سنائیڈر کا کہنا ہے کہ ایک عام صحت مند دل سال میں

تقریباً تین کروڑ مرتبہ دھڑکتا ہے اور اس کی کارکردگی کا حامل مصنوعی دل بنانا ایک کٹھن مرحلہ ہے۔ انسانوں پر اس کی آزمائش کی منظوری اس بات پر منحصر ہے کہ آیا یہ دل بچھڑوں میں کم از کم تین ماہ اور لیبارٹری میں کم از کم دو سال مکمل خوش اسلوبی کے ساتھ کام کر پاتے ہیں یا نہیں۔ تب سرجن ان کو انسانوں میں استعمال کر سکیں گے۔ یہ دل یا تو پیوند کاری کے لئے مناسب انسانی دل دستیاب ہونے تک وقتی طور پر یا پھر پیوند کئے گئے دل جو مریض کے جسم نے مسترد کر دیئے ہوں کی جگہ یا بیمار دل کی جگہ پر متبادل کے طور پر استعمال کئے جائیں گے۔ بالآخر یہ مصنوعی دل سالانہ ساٹھ ہزار مریضوں کے لئے ایک ممکن علاج کے طور پر استعمال ہو سکیں گے۔

جن چند تحقیقی اداروں میں اس آپریشن کی تیاریاں عروج پر ہیں، ان میں سے ایک کے دل اور چھاتی کی سرجری کے سربراہ ہلل لاکس کا کہنا ہے:

''ہم امید رکھتے ہیں کہ بالآخر یہ نئے مصنوعی دل ایسے مریضوں کی جان بچا سکیں گے جن کے لئے پیوند کاری یا دیگر سرجری ممکن نہ ہو۔ لیکن نئی زندگی حاصل کرنے کا یہ موقع بہت سستا حاصل نہیں ہو سکے گا یعنی 25,000 ڈالر کا یہ دل پیوند ہونے کے لئے 90,000 ڈالر اخراجات لے گا۔

حرام مغز کی چوٹ کا علاج

کچھ عرصہ پہلے جب ریاست کیلیفورنیا سے تعلق رکھنے والا نو سالہ لڑکا رابرٹ لارڈ اپنے گھر کے صحن میں رسّی کی بنی سیڑھی سے گر کر اپنی ریڑھ کی ہڈی تڑوا بیٹھا تو اس کے بازو اور ٹانگیں بالکل بے جان ہو گئے۔ آج وہ گھر واپس آ چکا ہے اور فٹ بال سے کھیلتا نظر آتا ہے۔

کوئی بھی یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ وہ کس طرح ٹھیک ہو گیا۔ لیکن ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ ایک تجرباتی دوا سائجن یا GM-1 جسے لڑکے کے باپ نے انٹرنیٹ سے ڈھونڈ کر استعمال کرایا تھا اس کی صحت یابی میں مد ثابت ہوئی۔

یہ دوا Ganglioside گروپ کی ہے اور زیادہ تر اعصابی خلیوں میں پائی جاتی ہے۔ جب اسے ایک سٹیرائیڈ ہارمون کے ہمراہ چوٹ لگنے کے 72 گھنٹوں کے اندر دی جائے اور پھر کئی ہفتوں تک جاری رہے تو وہ مستقل اعصابی مادوں کو جمع ہونے اور حرام مغز کے اعصابی خلیوں کو تباہ کرنے سے روکے رکھتی ہے جبکہ خلیوں میں ایسے حسّا سے کھول دیتی ہے جو روئیدگی بخش مادوں کو اندر آنے دیتے ہیں جس سے تباہ شدہ اعصابی خلیے دوبارہ صحت مند ہو کر کارآمد ہو جاتے ہیں۔

شکاگو انسٹی ٹیوٹ برائے اعصابی سرجری اور تحقیق کے ڈاکٹر فریڈ گیزلر نے تحقیق سے ثابت کیا کہ 17 مفلوج مریض جن کو GM-1 استعمال کرائی گئی، ان میں سے 16 ایسے تھے جو اپنی ٹانگوں پر چلنے کے قابل ہو گئے جبکہ 17 ہی ایسے تھے جن کو یہ نہیں استعمال کرائی گئی، ان میں سے صرف ایک چلنے کے قابل ہو سکا۔ اس کا کہنا ہے کہ اعصابی پٹھوں کے زخمی ہونے کے بعد مندمل ہونے کے عمل کو یہ دوا بہتر بناتی ہے۔ گیزلر جلد ہی 797 مریضوں پر مشتمل حرام مغز کی چوٹ پر تاریخ کی سب سے بڑی تحقیق کے نتائج کا اعلان کرنے والا ہے اور جلد ہی یہ دوا عمومی استعمال کے لئے منظوری حاصل کرنے والی ہے جس کے مطابق حرام مغز کی چوٹ کے بعد صحت یابی کے دوران اعصابی پٹھوں کے دوبارہ پھلنے پھولنے کے مرحلے میں استعمال کے لئے یہ اولین دوا مانی جائے گی۔ یہ نئی قسم کی قدرتی ادویات میں سے بھی

پہلی دوا ہے جو حرام مغز کو اپنی اصلاح خود کرنے کا راستہ بتاتی ہے۔

کمر کی چوٹ کے بعد جسم کا مفلوج ہونا نہ صرف ابتدائی نقصان کے نتیجے کے طور پر ظاہر ہوتا ہے بلکہ چوٹ کے گھنٹوں بلکہ شاید ہفتوں بعد تک چوٹ کے نتیجے میں ہونے والے عجیب و غریب ردعمل کے باعث بھی ہوتا ہے۔ جس میں اعصابی نظام خود اپنے خلیات کو تباہ کرنا شروع کر دیتا ہے اور حرام مغز کے تباہ شدہ اعصابی ریشے خود بخود دوبارہ مندمل ہو کر کارآمد ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ محققین دونوں عوامل کو روکنے کے لئے ادویات بنانے کے لئے کوشاں ہیں۔ اس سلسلے میں چوہوں پر تحقیق سے یہ بات واضح ہوئی ہے کہ ضد جسم M-1 اور M-2 حرام مغز کے اعصابی ریشوں پر لپٹی حفاظتی تہہ کو چوٹ کے بعد نئے سرے سے روئیدگی میں مدد کرتی ہے۔ محققین اب اس کو انسانوں پر آزمانے کی تیاری کر رہے ہیں۔

ایک اور تحقیق جس پر لوگوں کی توجہ مرکوز رہی ہے وہ سویڈن کیرولنسکا انسٹی ٹیوٹ کے ڈاکٹر لارس اولسن نے کی تھی۔ اس نے چھاتی کی نسوں میں سے، جو خود بخود روئیدگی کی صلاحیت رکھتی ہیں، کچھ حصہ لے کر اسے حرام مغز کی نقصان زدہ نسوں کے درمیان پیوست کر دیا۔ روئیدگی بخش مادوں کی مدد سے نسیں اس مصنوعی راستہ سے بڑھتی ہوئی دوبارہ کارآمد ہو گئیں۔ مفلوج چوہے چلنے پھرنے کے قابل ہو گئے، اگرچہ ان کی چال میں کچھ لڑکھراہٹ باقی رہی۔

ایسے علاج زیادہ تر نئی چوٹ کے چند ہفتوں کے دوران کارآمد رہتے ہیں مگر سائنس دان بہت عرصے سے مفلوج دھڑ والے افراد کے لئے بھی امید کی کرن کے منتظر ہیں۔ ان کے خیال میں یہ محض ان کی آرزو ہی نہیں کہ 'آیا' ایسا ممکن ہے بلکہ بات صرف اتنی ہے کہ ایسا 'کب' ممکن ہے۔

☆☆☆☆

فرموداتِ قائدؒ

''خوش قسمتی سے قدرت نے پاکستان کو ہر قسم کی خام اشیاء وافر مقدار میں عطا فرمائی ہیں لیکن ہماری دولت کی کثیر مقدار زمین میں دفن ہے۔ اپنی اقتصادی ترقی کی رفتار تیز کرنے کے لیے ہمیں وسیع اقدامات کرنے چاہئیں۔ نوجوان محض سرکاری نوکریوں کے لیے ڈگریاں حاصل کرنے کا خواب دیکھنا چھوڑ دیں اپنی توجہ صنعت و تجارت کی طرف مبذول کریں۔''

(آل پاکستان یوتھ کنونشن منعقدہ کراچی سے خطاب نومبر ۱۹۴۷ء)

دودھ.........قدرت کا ایک انمول تحفہ

نسرین اختر

دودھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک انمول تحفہ ہے۔ دودھ نہ صرف غذائیت سے بھرپور غذا ہے بلکہ یہ کیلشیم حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ بھی ہے اور کیلشیم انسانی جسم کی تعمیر اور مضبوطی کے لئے انتہائی ضروری ہے۔

جسم کو صحت مند رکھنے کے لئے کم از کم ایک گلاس دودھ روزانہ پینا ضروری ہے۔ اس سے آپ کے جسم کو کیلشیم سمیت اتنی غذائیت مل جاتی ہے جو جسم کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ وٹامن اور معدنی اجزاء کا ایک ایسا مرکب ہے جو آپ کے حال اور مستقبل کو زیادہ مضبوط اور محفوظ بناتا ہے۔ کچھ لوگ ایسے ہیں جنہیں دودھ پینا بہت مشکل لگتا ہے حالانکہ دودھ میں موجود وٹامن اور نمکیات تو قدرتی طاقت کا گھر ہیں لہٰذا دودھ موجودہ دور کی مصروف زندگی کی بھاگ دوڑ میں آپ کو طاقت فراہم کرتا ہے۔ دودھ بالائی اُترا پئیں یا کسی بھی شکل میں اس کی غذائیت برقرار رہتی ہے۔ اگر آپ مصروف اور مشقت آمیز زندگی گزار رہے ہیں تو دودھ آپ کے خالی جسم میں توانائی کو دوبارہ بھرنے کا کام دیتا ہے۔ خاص طور پر اس میں موجود غذائی اجزا آپ کے اعصاب کو نئی طاقت بخشتے ہیں۔

دودھ ہی کیوں؟

جیسا کہ بہت سے لوگ جانتے ہیں کہ دودھ میں موجود کیلشیم ہڈیوں کی تعمیر کرتا ہے لیکن دودھ اپنے اندر مزید 8 وٹامن بھی رکھتا ہے۔ تاہم اس کے لئے دودھ کا اچھی طرح اُبلا ہوا ہونا انتہائی ضروری ہے۔ ڈبوں میں بند معیاری دودھ بھی غذائیت سے بھرپور ہوتا ہے۔

دودھ کے اجزا......کیلشیم

جسمانی تعمیر اور ہڈیوں کی مضبوطی برقرار رکھتا ہے۔ جسم کے دیگر اعصابی اور خون کے نظام میں معاون ثابت ہوتا ہے۔

پروٹین

یہ کئی طرح سے جسم کی معاونت کرتا ہے جسم کی بڑھوتری اور جسمانی ریشوں کو درست رکھنے کے لئے بہت اہم ہے۔

وٹامن اے

نظر کو برقرار رکھتا ہے جلد کو تروتازہ اور شگفتہ رکھنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے اور جسم کے مدافعتی نظام کو مضبوط بنانے میں بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔

وٹامن بی 12

یہ بھی جسمانی بڑھوتری اور اعصابی نظام درست رکھنے کے لئے اہم ہے۔ فولک ایسڈ کو نارمل رکھنے کے علاوہ خون کی پیداوار میں بھی معاونت کرتا ہے۔

وٹامن ڈی

یہ ہڈیوں میں کیلشیم اور فاسفورس کے جذب کو آسان بناتا ہے اور ہڈیوں کی مضبوطی میں اضافہ کرتا ہے۔ ہڈیوں کو اپنی مضبوطی برقرار رکھنے اور اپنی بڑھوتری کے لئے کیلشیم کے علاوہ وٹامن ڈی کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ وٹامن ڈی کیلشیم کے استعمال کو آسان بناتا ہے اور ہڈیوں کو ٹھوس بنانے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ اگر وٹامن ڈی نہیں لیں گے تو ہمارا جسم مطلوبہ کیلشیم کی صرف 10 سے 15 فیصد مقدار ہی حاصل کرپائے گا۔

پوٹاشیم

جسم میں موجود مائع جات اور خون کو توازن میں رکھتا ہے۔ پٹھوں کی مضبوطی اور انہیں ٹھوس بنانے میں معاون ہوتا ہے۔

فاسفورس

جسم میں موجود خلیات کو توانائی میں تبدیل کرتا ہے اس کے علاوہ ہڈیوں کی مضبوطی میں بھی اس کا اہم کردار ہوتا ہے۔

نایاسین

جسم کے تمام انزائم کو معمول کے مطابق کام کرنے میں مدد دیتا ہے۔ شکر اور چکنائی کے نظام میں بھی معاونت کرتا ہے۔ نروس سسٹم کی بہتری کا ذریعہ بھی سمجھا جاتا ہے۔

رائبوفلاوین

جسم کے خلیات میں توانائی لاتا ہے اور نروس سسٹم کے فعال ہونے میں اس کا کردار اہم ہے۔

ہماری ہڈیوں کی مثال ہمارے بنک اکاؤنٹ جیسی ہے۔ یہ ہمارے جسم کو درکار کیلشیم کی مقدار کو جمع کرتی رہتی ہیں جو بعد کی زندگی بالخصوص ادھیڑ عمری اور بڑھاپے میں ہمارے کام آتا ہے۔ چنانچہ کیلشیم جمع کرنے کا عمل بچپن ہی سے شروع کر دینا چاہئے اور یہ ذمہ داری یقیناً پہلے والدین کے سر ہوتی ہے۔ انہیں چاہئے کہ وہ بچوں کو دودھ کی اہمیت سے اس طرح آگاہ کریں کہ وہ جوانی کی دہلیز پر پہنچنے تک باقاعدگی سے دودھ پیتے رہیں تاکہ 35 سال کے بعد جب ہڈیاں کمزوری کی طرف مائل ہونا شروع ہو جاتی ہیں تو کیلشیم کا جمع شدہ خزانہ ان کے کام آسکے۔ والدین کو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ بچوں یا نوعمروں میں دودھ پینے کی عادت ڈالنا سرمایہ کاری کرنے کے مترادف ہے جس کا پھل انہیں نہ صرف موجودہ زمانے میں بلکہ مستقبل میں بھی ملے گا۔ یہ بات تحقیق سے ظاہر ہوتی ہے کہ جب آپ مختلف ذرائع سے کیلشیم حاصل نہیں کرتے تو آپ کا جسم اپنی یہ خواہش ہڈیوں سے کیلشیم لے کر پوری کرنے لگتا ہے۔ یہ کیلشیم ہی کا کام ہے کہ وہ آپ کے دانتوں کو سفیدی بخشتا ہے۔ دانتوں کو صحیح سمت میں لگانا انہیں مضبوط بنانا بھی اسی کا کام ہے اور دودھ اس کا بڑا ذریعہ ہے۔

دودھ سے متعلق چند احتیاطیں

☆ دودھ کو استعمال کرنے سے پہلے اچھی طرح ابال لیں۔

☆ دودھ کو ہلکی حرارت پر دیر تک پکانے کے بجائے تیز آنچ پر اُبالیں۔

☆ جس جگہ دودھ رکھا جائے وہاں کی آب وہوا صاف اور معتدل ہونی چاہئے۔

☆ دودھ کے ساتھ مچھلی استعمال نہیں کرنی چاہئے کیونکہ برص کا خطرہ ہوتا ہے۔

☆ دودھ کو زیادہ گرم استعمال نہ کریں بلکہ ٹھہر ٹھہر کر پئیں۔

☆ جن لوگوں کو دودھ ہضم نہیں ہوتا وہ دودھ میں ایک چٹکی سہاگہ (آگ پر بھنا ہوا) ملا کر پی لیا کریں۔

☆ تانبے کے برتنوں میں دودھ رکھنے سے اس میں زہریلے اثرات آجاتے ہیں۔

☆ پیتل کے برتن میں دودھ سبز ہو جاتا ہے اور اسے پینے سے قے بھی ہو سکتی ہے۔

☆ ٹن کے برتن میں دودھ دیر تک رکھنے سے دودھ کی رنگت نیلی پڑ سکتی ہے اور ایسا دودھ پینے سے مروڑ کی تکلیف بھی ہو سکتی ہے۔

☆ تانبے یا پیتل کے برتنوں میں دودھ رکھنا ہو تو ان کو پہلے قلعی کروالیں۔

☆ بہت زیادہ ٹھنڈا یا برف ملا دودھ دیر سے ہضم ہوتا ہے۔

دودھ سے علاج

بعض اوقات کسی بیماری میں لمبے عرصے تک گرم و خشک ادویات کھانے سے نیند بری طرح متاثر ہوتی ہے۔ اگر کسی کو بے خوابی کی شکایت ہو تو اس کے لئے یہ نسخہ بہترین رہے گا۔

بکری کے تازہ دودھ 70 گرام میں شربت عناب 10 گرام ملا کر پئیں۔ تین روز تک اسی طرح پئیں اور چوتھے روز سے 10 گرام دودھ اور تھوڑے سے شربت عناب کا روزانہ اضافہ کرتے جایئے۔ یہاں تک کہ دودھ کی مقدار ڈھائی سو سے تین سو گرام اور شربت عناب کی مقدار 40 گرام تک پہنچ جائے۔ اس کے بعد جس طرح اضافہ کیا تھا اسی طرح مقدار گھٹانا شروع کردیں یہاں تک کہ پہلی مقدار پر واپس آجائیں۔ پھر تین دن تک پی کر چھوڑ دیں' بے خوابی کی شکایت دور ہو جائے گی۔

نکسیر پھوٹنا

اگر کسی شخص کو نکسیر پھوٹنے کی شکایت ہو تو مریض کو بکری کا ایسا تازہ دودھ پلایا جائے جس کی اصلی حرارت زائل نہ ہوئی ہو یعنی قدرتی نیم گرم ہو تو نکسیر کا خون آنا بند ہو جاتا ہے۔

یادداشت کی بہتری

بعض لوگوں کی یاد داشت بہت خراب ہوتی ہے' اسے نسیان کا مرض بھی کہا جاتا ہے۔ اگر کسی کو نسیان کی شکایت ہو تو اس کے لئے گائے کا دودھ بہترین چیز ہے۔ اس کے علاوہ کند ذہن بچوں کے لئے بھی گائے کا دودھ بہتر رہتا ہے۔ اگر دودھ کے ساتھ دو چار رتی دار چینی بھی چبالی جائے تو دودھ کی افادیت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ ایسے بچوں کو الائچی خرد کھلا کر گائے کا دودھ پلانا مفید رہتا ہے۔

قبض سے نجات

سوتے وقت نیم گرم دودھ پی لینے سے اکثر اوقات صبح کو کھل کر اجابت ہو جاتی ہے۔ بصورت دیگر ایک گلاس دودھ میں 10 گرام روغن بادام ملا کر پینے سے واضح فائدہ ہوتا ہے۔

چہرے کے داغ اور کیلیں

بکری کے دودھ میں سرسوں رات بھر بھگو کر رکھیں اور صبح باریک پیس کر چہرے پر مل لیں۔ کچھ دیر لگا رہنے دیں اور پھر نیم گرم پانی سے چہرہ دھو لیں۔ چند بار کے استعمال سے واضح فائدہ ہوتا ہے۔

☆☆☆☆

ہماری دستاویزی فلمیں

نمبرشمار	نام	دورانیہ
1	علامہ اقبال 35MM/VHS (بلیک اینڈ وائٹ)	30منٹ
2	آرکیٹیکچر ان پاکستان 35MM/VHS	20منٹ
3	آرٹ اِن پاکستان (انگلش) 35MM/VHS (بلیک اینڈ وائٹ)	30منٹ
4	برتھ آف پاکستان (انگلش) 35MM/VHS (بلیک اینڈ وائٹ)	30منٹ
5	کلچرل ہیریٹیج آف پاکستان (اردو) 35MM/Betacam	20منٹ
6	چلڈرن آف پاکستان 35MM/VHS/U.Matic	20منٹ
7	کری ایٹو ہینڈز (انگلش) 35MM/U.Matic	30منٹ
8	گندھارا آرٹ (انگلش) 35MM/U.Matic	20منٹ
9	گریٹ ماؤنٹین پاسز اِن پاکستان (انگلش) 35MM	20منٹ
10	گرین ٹرٹل ان پاکستان (اردو، انگلش) 35MM/VHS/U.Matic	10منٹ
11	جرنی تھرو پاکستان (اردو، انگلش) 35MM	20منٹ
12	لیکس اِن پاکستان (اردو) 35MM	30منٹ
13	مونومنٹس آف پاکستان (اردو) 35MM/VHS	20منٹ
14	موہن جوڈرو (انگلش) 35MM	20منٹ
15	مائنارٹیز ان پاکستان (انگلش، اردو) 35MM/UHS/U.Matic	20منٹ
16	میرج کسٹمز 35MM/VHS	20منٹ
17	وائیلڈ لائف ان پاکستان (اردو) 35MM	30منٹ
18	مرزا غالب (اردو) 35MM/VHS	80منٹ
19	پاکستان، پاسٹ اینڈ پریذنٹ (انگلش) 35MM/VHS	30منٹ
20	پاکستان۔اے پورٹریٹ (انگلش) VHS/U.MATIC.35MM	30منٹ
21	کارپٹس (اردو) 35MM	20منٹ
22	پی ایم اے کاکول (اردو) 35MM/U.Matic	30منٹ
23	پاکستان پینوراما (اردو، انگلش، عربی) 35MM/U.Matic	20منٹ
24	ویلی آف سوات (اردو) 35MM	20منٹ
25	پاکستان سٹوری (اردو) VHS/35MM	70منٹ
26	پاکستان لینڈ اینڈ اٹس پیپلز (انگلش) 35MM	30منٹ
27	پاکستان پرامزنگ لینڈ (انگلش) 35MM/U.Matic	50منٹ
28	قائداعظمؒ (اردو) 35MM/VHS	30منٹ
29	سوہنی دھرتی۔پاکستان (انگلش) 35MM/VHS/U.Matic	30منٹ
30	سینک بیوٹی آف پاکستان (اردو) 35MM	20منٹ
31	انڈس۔دی ریور آف ہسٹری (اردو) 35MM	20منٹ
32	انڈسٹریل گروتھ آف پاکستان 35MM	20منٹ
33	ناردرن ایریاز (انگلش) 35MM	30منٹ
34	جیم اینڈ جیولری (انگلش) 35MM/VHS/U.Matic	20منٹ

رابطہ برائے خریداری

مینیجر: ڈائریکٹوریٹ جنرل آف فلمز اینڈ پبلی کیشنز بی۔ایف بلڈنگ زیرو پوائنٹ، اسلام آباد۔پاکستان :فون 051-9202776 فیکس: 051-9206828

ہماری مطبوعات

نمبر شمار	مطبوعات	زبان	قیمت پاکستانی روپے	قیمت امریکی ڈالر
1	قائداعظم محمد علی جناحؒ خطبات اور ارشادات بطور گورنر جنرل 1947ء تا 1948ء (مجلد)	انگریزی	150/=	$-05
2	قائداعظم محمد علی جناحؒ خطبات اور ارشادات بطور گورنر جنرل 1947ء تا 1948ء (پیپر بیک)	انگریزی	95/=	$-04
3	قائداعظم محمد علی جناحؒ خطبات اور ارشادات بطور گورنر جنرل 1947ء تا 1948ء (پیپر بیک)	اردو	95/=	$-04
4	قائداعظم محمد علی جناحؒ (تصویری البم) 1876ء تا 1948ء (مجلد)	انگریزی	425/=	$-17
5	قائداعظم محمد علی جناحؒ (تصویری البم) 1876ء تا 1948ء (پیپر بیک)	انگریزی	350/=	$-17
6	اقوال قائدؒ (مجلد/پیپر بیک)	انگریزی	50/=	$-03
7	جناحؒ اور ان کا دور (از عزیز بیگ)	انگریزی	250/=	$-10
8	پاکستان ـ فرام ماؤنٹینز ٹو سی (از محمد امین ـ ڈنکن ویلِس ـ گراہم ہینکاک)	انگریزی	650/=	$-20
9	پاکستان ـ چینی مصوروں کی نظر میں (ین یگ اینڈ ژو ہوا)	انگریزی، عربی فرانسیسی، چینی	500/=	$-20
10	پاکستان ـ ہینڈی کرافٹس	انگریزی	100/=	$-04
11	پاکستان کرونولوجی 1947ء تا 2001ء (چھ جلدیں)	انگریزی	450/=	$-17
12	پاکستان کرونولوجی 1947ء تا 2001ء (پیپر بیک) (چھ جلدیں)	انگریزی	400/=	$-15
13	مسلم آرٹ اینڈ ہیریٹیج آف پاکستان (از ڈاکٹر اے ایچ دانی)	انگریزی	100/=	$-04
14	گندھارا آرٹ ان پاکستان (از ڈاکٹر اے ایچ دانی)	انگریزی	100/=	$-04
15	وحدتِ افکار (علاقائی شاعری سے انتخاب)	اردو	100/=	$-04
16	اسلامی معاشرتی اقدار	اردو	15/=	$-01
17	پاکستان پکٹوریل (دوماہی)	انگریزی	40/= فی شمارہ 200/= سالانہ	$-35 سالانہ
18	المصورہ (دوماہی)	عربی	40/= فی شمارہ 200/= سالانہ	$-35 سالانہ
19	سروش	فارسی	15/= فی شمارہ 150/= سالانہ	$-20 سالانہ
20	ماہ نو (ماہنامہ)	اردو	10/= فی شمارہ 100/= سالانہ	$-15 سالانہ

رابطہ برائے خریداری

مینیجر: ڈائریکٹوریٹ جنرل آف فلمز اینڈ پبلی کیشنز، بی ـ ایف بلڈنگ زیرو پوائنٹ، اسلام آباد ـ پاکستان: فون 051-9202776 فیکس: 051-9206828